سخن بے مثال

یعنے ۱۲۹۳ھ

دیوان شاد

ایسا بے مثل تاریخی نام سُننے تو کیا کسی نے شاید نہ دیکھا نہ سُنا ہوگا
جو اسم بامسمےٰ ہو۔ واقعی حضرت **شاد** مغفور نے اپنی پوری قوت
کو صرف کر کے اس دیوان مین سحر بیانی کو جو آجتک ضرب المثل
چلی آتی ہی ثابت کر دیا جسکا ہر لفظ قلب سامع اور ناظر پر چلتے ہوے جادو
یا مسمریزم کا وہ اثر ڈالتا ہی جو آئینۂ دلمین مضامین کی متجاذب صورتین
دکھا کر ہمہ تن تصویر بناتا ہی محض عاشق مزاج شائقین کے واسطے سید مجتبیٰ حسن تصور عالم نے

تصویر عالم پریس لکھنؤ مین باہتمام حسن طبع کر کے شائع کیا

تصویر عالم

یہ رسالہ دو جزو کا مع ایک اخلاقی ناول کے ۱۵۔ اکتوبر ۹۶ء سے ہر انگریزی مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو (دفتر تصویر عالم) سے شائع ہوتا ہے جسے ہماری قوم کے معزز قدر دانوں نے نظر توجہ سے ملاحظہ فرما کے قبولیت کا سرٹیفکیٹ عنایت کیا جسکو اسکی ترقی کا ذریعہ سمجھنا چاہیے۔ یہ گلدستہ قابل قدر ہے اسلیے کہ اسمیں خاص لکھنؤ کے سرمایۂ ناز نامی شعرا کا کلام منتخب درج کیا جاتا ہے جو مذاق سخن کی درستی کے لیے بہت بڑا کارآمد اور اہل سخن کی طبع آزمائی پورا ہوا فہ تو ہے ہم امید کرتے ہین کہ اتنا جلد اسطرح ترقی کے میدان مین اور کوئی گلدستہ گوے سبقت نہ لیگیا ہوگا جیسا کہ تصویر عالم کہ شائع ہوتے ہی عالمگیر ہوگیا۔ اسکا ہونہار محض اسکے مہذب قدر دانوں کے مبارک ہاتھوں مین ہے اور اسکی کامیابی کی امیدین انھین کی نظر عنایت پر منحصر کہ جنکا یہ ممنون کرم ہے۔ ناظرین اگر آپکو ذوق سخن ہے تو اس گلدستہ کو ضرور لیجیے یہ آپکے مذاق کی درستی کا سچا آلہ انقباض خاطری کا دلچسپ ذریعہ ہے حسن و عشق کے مرقع عاشق معشوق کے پورے پورے حالات شاعرونکی نازخیالیان اگر دیکھنا ہے تو آپکو سواے تصویر عالم اور کہین نملین گے۔ زیادہ ہم کیون کہین آپ خود منگا کر امتحان کرلین صرف گلدستہ کی سالانہ قیمت (عہ) اور صرف ناول کی سالانہ قیمت (عہ) اور دونون کے خریدارون کو بہ نظر تخفیف (عہ) مع محصول ڈاک مقرر ہے فیس منی آرڈر ذمہ خریدار ہوگی۔ نمونہ کا پرچہ صرف گلدستہ یا ناول ۲۰ اور دونونکے لیے ۴ر دفتر مین آنے سے روانہ ہوگا خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف۔ اس پتے سے درخواست آنا چاہیے (لکھنؤ دفتر تصویر عالم)

روحانی خلیفہ کی شکست نیل ... بھی عباسہ کا خاتمہ شادی و غم حسن و عشق کے دلچسپ کرشمہ خاص لکھنؤ کی اردو زبان حصہ اول ..... عہ
حصہ دوم ..... عہ

مبیطیر

اسمین پراثر اور دلکش الفاظ سے اس امر کو بہت کامیابی کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور شراب خواری اور نالائق ہمنشینوں سے صحبت رکھنے سے کیا نتیجے ہوتے ہین اور ان سے بچنے کے لیے کیا تدبیرین ہونا چاہئیں مزید برآن کہین رزم و بزم اور کہین حسن و عشق کی سچی تصویرین عبارت شستہ و رفتہ مین بہت خوبی سے دکھائی گئی ہین

اِنٹرُوڈکشن

پہلے اس سے کہ ہم اِس دیوان کی سچی کیفیت مجملاً لکھین ہمارا ہنڈنگ جو اُردو کا اِین
مین نقش اوّل سمجھا جائے تو بعید نہین مجبور کر رہا ہی کہ جناب اُستاذی شیخ محمد جان صاحب شاد
لکھنوی مرحوم معروف بہ پیرو میر کی سوانح عمری کو جو ایک دلچسپ تاریخ سے کسیطرح کم نہین
قلمبند کرین لیکن بوجوہ چند اسوقت ناممکن معلوم ہوتا ہی البتہ انشاء اللہ المستعان بشرط صحت بعد
فرصت کسی دوسرے دیوان مین لکھنے کا موقع ملے تو عجب نہین اور یا ماہر علم و فن صاحب
فکر رسا ایسے بیعدیل نا ولسٹ جو اپنا آپ ہی نظیر ہو سکتے ہین عالیجناب منشی محمد سجاد حسین صاحب
مالک و مہتم اخبار اودھ پنچ و آزاد لکھنؤ اپنی تصنیف سے اشاعت فرمائینگے جسکو ہر رنگ اور ہر طبیعت کے
شائقین نہایت قدر کے ساتھ خرید کر بہت وقعت کی نظر سے ملاحظہ کرینگے۔

لیکن اس میٹنٹ کلام کے قدر کرنے والے موجودہ مذاق کے اعتبار سے اگر ہین تو وہی معزز
شائقین جنکے چوٹ کھائے ہوئے مجروح دلون کو حضرت میر مغفور کے بہتر نشترون کا تلاشی
رہکر اپنے خلقی مذاق اور رنگینی طبیعت کے ہاتھون قوت ممیزہ سے پوری مدد نہ لیکر دستیاب کرنے
مین ہمیشہ ناکامیابی کا موقع ملا کیا۔جب کلیات پر نظر ڈالی ہر شعر کو پڑھکر احتمال نہین بلکہ یقین
کر لینا پڑا کہ منجملہ بہتر کے پہلا نشتر یہی ہی۔

یا وہ حضرات شائق اور قدردان ہو سکتے ہین جنکو اچھوتی اُردو زبان کا مذاق ہونے کے
علاوہ دلون مین مصطلحات و محاورات روزمرہ اور لکھنؤ کی اُس پاک و طاہر زبان کے جسکی شست و شو

کرکے کوثر نے جنّت مین رہنے کا فخر حاصل کیا خود نظم کرنے اور دوسرون کے ایسے تصانیف دیکھنے کا شوق خون کے وہ اجزاے لطیفہ بنکر دل مین جوشزن رہتا ہی جو نہایت باریک اور سیاہ ذرّے شریانونکی قوت دموی کے معاون ہوکر بالعموم روحِ حیوانی کی بالیدگی کا باعث ہوا کرتے ہین۔

ایک گروہ کے معززین اور بھی اِس سخنِ بیمثال کے شائق ہوسکتے ہین جنکو باوجود علم و فضل کے شاعری مین عبور نہین لیکن شعر گوئی اور شعر فہمی کا مذاق رنگین طبعی کے ہاتھون سے حُسن پرست اور گداختہ دلون کو گُدگُدا کر کچھ نظم کرنے یا اشعارِ دلچسپ دیکھنے پر مجبور کر دیا کرتا ہی۔ اور اُن حضرات کو عوائق و موانع دنیاوی مثل ملازمت سرکاری یا کوئی علالت یا خانہ داری اور امارت وغیرہ کے انتظامات اسکا موقع نہین دیتے کہ اِس فن کی تحقیق مین بھی تھوڑا سا وقت صرف کرین۔

اِسوقت ہمارے ایسے بے دلیل دعوے سے جسکو ابھی کئی سطرون کے بعد ہم بدلائل ثابت کیا چاہتے ہین ناظرین کی خواہی نخواہی ہونے والی حیرت اپنا معمولی استعجاب کا اثر ڈالکر ہمکو یاوہ گو کہلوانے پر مجبور کیا چاہتی ہی لیکن ہمین اپنی اس راے کے واپس لینے کی ضرورت نہ پڑنا بھی شاید محلِ تعجب نہو۔ اسواسطے کہ کیا ہماری تحریرِ سابقہ کے لفظ "شائقین" عام شائقون سے عبارت ہوسکتی ہی؟ نہین نہین! ۔ بلکہ اُن صاحبانِ فہم و ذکاوت سے تعبیر کرنا چاہیے جنکے عالی طبائع مذاق شاعری و رنگینی اور علم و فراست۔ ذہانت اور ذکاوت کے تار و پود کا باعث ہوئے ہین اِس خیال سے ہمارا وہی نہ باطل ہونے والا خیال اِس بات کا اطمینان دلا رہا ہے کہ ایسے لائق لوگ عقلِ رسا اور چشمِ انصاف سے پوری مدد لیکر ایسے نادر الوجود کلام کو معائنہ فرمائین گے۔

چونکہ جناب مغفور کے اور اکثر دواوین و مثنویات بار ہا چھپکر مطبوعِ عالم ہو چکے جو بسبب کثرت شائقین کے فی الحال توام عنقا سمجھے جاتے ہین اور غالبًا قدردان اچھّے کے مجبور کردینے والے

اصرار سے اسکے بعد ہمکو پھر اُنکے طبع کرنے کی ضرورت پڑے۔ گو وہ کلام گنجایش شاعری کے
سبب سے اُستادان حال کے دلون پر حُسنِ محبوب کی صورت اپنا سکہ کبکا بٹھا چکا ہی اور جناب
جنت مآب کی سیف زبانی کا لوہا سب مانے ہوئے ہین تاہم ایسی تحسین کے قابل نہین سمجھا جاسکتا
جو اسکے واسطے موضوع اور موزون ہی۔ کیونکہ اُسمین وہی رنگ نہین جو فی الحال رائج ہی بلکہ ساتھ اُس
دلچسپ مذاق کے جو اساتذۂ ماسبق کے کلام کو اسوقت تک نہایت قدر کی نظرون سے دکھلا
رہا ہی موجودہ عام پسند طرز بھی نہایت تحقیق کے ساتھ نظم ہی جسکے معائنہ سے آپ لوگ بشرط
اپنی پوری خواہش کے پھر چھپوا کر لطف اُٹھا سکتے ہین با اینہمہ وصاف ایسی سحر بیانی کے مقابلے
مین جسمین بالکل گنجایش نہین اُس جادو طرازی کی کہانتک قدر کیجا سکتی ہی جو وسعتون سے
جناب مصنف مغفور کے خیالات کیطرح مملو ہی۔ پھر سن شریف بھی وقت انتقال تقریباً صد سالہ
ہو چکا تھا زمانے کے تمامی رطب و یابس کی لذتین زبان دل پر موجود تھین سر برآوردہ اور
مشاہیر اساتذہ کے ہم مشاعرہ رہا کیے گو چاشنی موت چکھنے سے پچیس سال قبل غزل گوئی ترک
نہین کر چکے تھے بلکہ قسم کھالی تھی لیکن یہ بات بھی تو قابل غور ہی کہ حضرت کو تلمذ کس خاندان سے
تھا جناب سید حسن عسکری صاحب عرف میر کلو صاحب عرش مرحوم ابن جناب میر تقی صاحب
میر دہلوی خدائے سخن جنکو اُستاد مسلم الثبوت سب شعرا مان چکے ہین غالب سے خود سر شاعر کا مقولہ ہی

غالب اپنا تو عقیدہ ہی بقول ناسخ	آپ بے بہرہ ہی جو معتقدِ میر نہین

اور انصاف بھی یہی ہی کہ اس آتشیجستان مین میر جنت مکین کا جواب دینے والا اُردو گو شاعر تو
نہین پیدا ہوا۔

صاحبان فہم یہین سے قیاس کرلین گے کہ حضرت شاد پیرو میر مشہور تھے اِس پیروی کی
کہانتک پیروی نہ کی ہو گی۔؟ اگر چشم غور و تعمق سے دیکھا جائے تو ہر جگہ بر حسب موقع و محل حُسن و
عشق اور وصل و ہجر وغیرہ وغیرہ کا دل لبھا لینے والا نہایت صاف فوٹو سینری کے پردے مین کھینچا ہی
تفصیل وار ہر سین کی تصریح بخیال طوالت قلم انداز کی گئی فقط اسیقدر کافی ہی کہ ہر دیوان اور مثنوی

اُس عشق مین پیش آنے والی صورتون اور سوانح کا جو بادی النظر مین شاہد مجازی کی شکل دکھلا رہی مین
اور درحقیقت اسی کا عکس لیکر ہر خاکی پیکر کو حقیقت اور معرفت کا مرتبہ حاصل کر لینے کا موقع مل سکتا ہے
ایک بیداغ گروپ ہے جسکی مدحت کی تصویرین کاغذ کے چھوٹے سائز کی پلیٹ پر دکھلانا ممکن ہی نہین
تصور صادق سے شعر پڑھا اور ایک میجک لینٹرن کے سامنے سے پردہ ہٹگیا پیاری پیاری دل
چھین لینے والی صورتین پیش نظر ہو گئین لیکن جسکی نسبت اس تحریر کی ضرورت پڑی اسکا محض فوکس ہی
لیا تھا بسبب مکروہات دنیاوی کے تصحیح کرنے کی نوبت نہ آئی بعد انتقال جناب خلد آشیان حقیقی
جناب سید مجتبی حسن صاحب منیجر تصویر عالم پریس نے یہ اہم کام اپنے ذاتی تلامذہ جناب مصنف
نور اللہ مرقدہ کے سپرد کیا اسقدر ضرور ہوا کہ باوجود عدیم الفرصتی اور علالت کے اصل اور کاپیان
نظر سے گذرین مگر بعد ترمیم کاپیان دیکھنے کا موقع نہ ملا نہ پروف نظر سے گذرے نہین معلوم کاتب
صاحب نے کیا بنایا اور کیا چھوڑا بعد تیار ہونے کے جو دیکھا گیا تو اکثر غلطیان نظر آئین مجبوراً
نہایت کم وقت مین بعجلت تمام غلطنامہ لکھنے کی ضرورت ہوئی صاحبان فضل و کمال سے توقع
رکھنے والی امید ہے کہ اگر بتقاضائے سہو و نسیان کوئی غلطی کہ جو دراصل اس خاکسار کی سمجھی جا سکتی ہے ملاحظہ
فرمائیے تو عیب پوشی کو کام فرما کر اسکا افشا نہ فرمائین کہ فہم و نسیے بحث نہین۔

چونکہ حضرات شائقین فرط شوق کے سبب سے جو کسی دل چھین لینے والے کے نازک نازک
ہاتھ کی طرح بار بار گدگدا کر انکو مجبور کر رہا ہے نہایت بیتابی کے ساتھ عاجل ہو کر اتنا موقع نہین دیتے کہ
دو تین [illegible] بھی جو شامل دیوان ہذا ہین طبع ہو سکین مجبوری یہ رائے قرار پائی ہے کہ دوسرے اور تیسرے دیوان کے
ساتھ [illegible] اشاعت ہو۔

سید عاشق حسن وصل لکھنوی

محلہ [illegible] تالہ اندرون کھنوئی ٹولہ مکان نمبر ۱۰۵ سابق تحصیلدار ریاست [illegible]۔

سخن بیمثال ۱۳۰۹

یعنے

دیوان شاد

جسکو

بعد انتقال جناب شیخ محمد جان صاحب المتخلص شاد لکھنوی معروف بہ پیرو مرشد جناب داروغہ سید محمد صاحب مغفور مالک و مہتمم پرچہ "تصویر عالم" نے صرف کثیر کے ساتھ اپنا بہت بڑا قیمتی اور عزیز وقت بھی ضایع کیا جسکے جلدو مین ایسا نادر الوجود کلام مختلف مقامونسے بہم پہونچا چونکہ یہ دیوان اُردو شاعری سکھلانے کا ایک نہایت عمدہ آلہ اور گذشتہ و موجودہ زبان لکھنؤ کا حسب وہ مرقع ہی جسکے کامل الفن صنّاع نے بڑی عرقریزی کے ساتھ ایک بہت بڑا حصّہ اپنی عمر کا صرف کرکے روزمرّہ کا رنگ بھرا اور مصطلحات کی گلکاریون سے آراستہ کیا تھا طُرفہ صنعت یہ کہ غزلیات مین باستثنای مطلع و مقطع کُل قوافی ہندی نظم فرمائے۔ نام تاریخی اُسوقت کا ہی جب یہ دیوان ختم ہوا تھا۔ اِسکو کم مشق شعرا کے اُستاد بننے کا بھی کمال حاصل ہی اسواسطے کہ ہر غزل کے ساتھ اُسکی بحر و تقطیع مع علل یعنی زحافات و ارکان کے درج ہی بنا بر علیہ نیازمند نے پبلک کے رفاہ اور دلچسپی پر نظر کرکے جناب مستغنی عن الالقاب مولوی فاضل مسٹر محمود حسن صاحب نبیرۂ شیخ صاحب مغفور سے بحفظ کاپی رائٹ اجازت طبع حاصل کی اور حبیبی جناب منشی سید عاشق حسن صاحب وصل لکھنوی تلمیذ ارشد حضرت مصنف کو باوجود عدیم الفرصتی و علالت کے نظر ثانی اصل و صحت کاپی کا ذمہ دار کرکے بحسن اہتمام سید مجتبیٰ حسن منیجر تصویر عالم نے

بماہ جنوری ۱۹۰۱ء

خاص تصویر عالم پریس لکھنؤ مین طبع کرکے شایع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

غزل و منقبت بحر تقارب مثمن سالم — فعولن فعولن فعولن فعولن

سوائے خدا ہی بھروسا علیؑ کا
نصیری نہیں پر ہوں بندا علیؑ کا

وہ دل ہے خدا جو ہو شیدا حیدر
وہ آنکھیں جو دکھلائیں جلوا علیؑ کا

نہ صورت پہ جا دیکھ حسن معانی
نبی کی ہے تصویر نقشا علیؑ کا

فقط اک خدا ہی نہ سنتا تھا اوسکی
پیمبر بھی پڑھتے تھے کلما علیؑ کا

تفاوت نہیں دونو نور احد میں
نبیؐ کے برابر ہے رتبا علیؑ کا

نہ ہے مرتبت ہمسر انبیا ہے
خے منزلت دل ہے کعبا علیؑ کا

کھلایہ حادثوں سے بعد بنی	پیام آکے پیغامبر کہہ گیا
عمارت پہ منعم جو مغرور تھے	تمام اونکا قصر بدن ڈھہ گیا
دیا سخت جانی نے سندان کا دل	پڑی چوٹ پر چوٹ جو سہ گیا
وہ تیغ زبان جب لڑانے لگے	ہراک زخم مُنہ کھولکر رہ گیا

وہ لاغر ہون ای شاد اشکونکے ساتھ
خس وخار سیلاب تھا بہہ گیا

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آئینے کے روبرو ٹٹی کی اوٹ آئینگے کیا	گر یہی دیدہ ورائی ہی تو شرمائینگے کیا
کوئی دم راحت جنونکے ہاتھ سے پائینگے کیا	زخم بھر جائینگے تو ناخن نہ بڑھ آئینگے کیا
تنگدستی سے میان گور تنگ آئینگے کیا	ہاتھ کو جب کھینچ لینگے پاون پھیلائینگے کیا
حال عاشق اونکو سُننے کا مزا ہی اسقدر	ہم کہے جائینگے جتنا وہ کہے جائینگے کیا
اپنے کہنے مین جب اپنا ہی دل مضطر نہین	اوس بُت گمراہ کو ہم راہ پر لائینگے کیا
داغ دل ہین وہ طلسم حسرت ارمان بہار	کیسی ہی آئی خزان یہ پھول مرجھائینگے کیا
دل لگی کو جو ربنجائین گے اعمال انکو	کُنج مرقد مین اکیلے رہکے گھبرائینگے کیا
حسن کی دولت سے جو ای رہین ہے بے ثبات	دیکے دل مُفت خدا اوس بت سے ہم پائینگے کیا

شیشہ گری پہ ناز ان بیکار شیشہ گر ہین	کوئی بھی دل کسی کا ٹوٹا ہوا بنایا
آہو نگی : کون نے چھانی کیا یہا نشانک	سقف فلک کو چھتا زنبور کا بنایا

شان خدا عیان ہے ہر بت سے میکدہ مین
کعبے مین جتنے جا کر اہو شاو کیا بتا یا

بحر رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
یہ فریب حسن کا عالم رہا	عیسیٰ مریم کو دیتا دم رہا
دل طپش سے آب ہو کر تھم رہا	شمع کا آنسو گرہ بنکر جم رہا
دم لیا دنیا سے جا کر خاک مین	زخم کیا اسجا سے او سجا رم رہا
حسن مین اوس کے روشن کے حضور	لاکھ چمکا آئینہ مدھم رہا
ناچنے مین بھی یہ ہی بس کی گرہ	زہر دینے کو وہ دیتا سم رہا
کشتنی وہ ہون جو کشتہ بھی ہوا	خنجر ابرو کا بھرتا دم رہا

شاو نالون کے سنبھالے عشق مین
بان بھالے برچھیان بلم رہا

بحر مضارع مثمن اخرب	مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن
بے یار خون دل ہے گلشن مین آب جو کا	پیمانہ گل سرخ اک جام ہے لہو کا

لگے طاؤس کے گہہ موج پائے کبک مین آئی
چلا جو اوسکے اٹھکیلی کی چال اوسکا چلن بگڑا

ہوا سے بلکی لیتے ہین بگولے خاک تربت کے
حرستے پر بھی نہ کجباز جہان کا بانکپن بگڑا

بنا پھول آگ کا بھی تو بتونکی سرد مہری سے
نہ رہ یان بھی تپ غم کے بھڑکنے سے جلن بگڑا

رقیبون سے ملا وہ بت نجوم بد کی گردش سے
نہ ہو طالع ہمارا جب بری آئی لگن بگڑا

شباب آتے ہی ہمسے ابسکی چشم شرمگین بگڑی
سیہ مست جوانی ہوتے ہی کالا ہرن بگڑا

فقط اک شاد کیا ہوا ای عروس قبر تو وہ بھی
بنا دولہا جو تیرا وہ ترے ہاتھون دلہن بگڑا

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

ہر ایک حال مین رازق کا شکر کر لینا
ملے جو نان جوین بھی تو پیٹ بھر لینا

محیط عشق سے خنجر پہ آب دھر لینا
گلے گلے جو یہ پانی ملے اوتر لینا

بھلا نہ دیجیو حقدار امیدوارون کو
پڑھو جو فاتحہ ہمکو بھی یاد کر لینا

متاع حسن ہو خیرات بوسہ باز مین
خدا کی راہ مین دینا ادھر ادھر لینا

روا روی پہ ہی ہر موج بحر عالم مین
جو دم بھرائے حباب تو ذرا ٹھہر لینا

اشارے وزد حنا سے ہین گوہر کے
جو کٹ سکے نہ گرہ جیب ہی کتر لینا

یہ سادہ لوح ہی کیا آئینے کی صورت کو
بگاڑنا ہو جو منظور بن سنور لینا

منہ بھی ٹوھا نپا ہیت عاشق پہ جو — دیکھکر آنکھیں کھلی شرما گیا
زنگ خط کا دل سے جانا ہی محال — مورچہ اس آئینہ کو کھا گیا

میکشی ای شاد کرنا چاہیے
میکدے پر ابر رحمت چھا گیا

بحر رمل مسدس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

تیغ کھینچے وہ جہان کافر گیا — مثل ابرو میں جھکا سے سر گیا
وصل کی دولت ملی روشنے خاک — چشم تر پر اور پانی پھر گیا
مژدہ باد ای نامرادی مژدہ باد — ایکدل سو حسرتون مین گھر گیا
سخت جان وہ ہون کہ دو حریونکے ستا — مڑ گئی تلوار خنجر گر گیا
اشک بلبل سے یہ پہونچا فیض کو — تنکا تنکا آشیان کا تر گیا
جاے گریہ ہے مری افتادگی — اشک تھا چشم جہان سے گر گیا

ہون وہ بے روزی جو ہاتھ آیا بھی شاد
سبحہ کا سو بار ورنہ پھر گیا

بحر رمل مسدس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کہ جو مجنون وہ بت کا فر گیا — کچھ تو مجھ لاغر پہ پانی پھر گیا

کندنی رنگ حسینان پہ جو والا ہوتا	لقمہ غم مجھے سونے کا نوالا ہوتا
خون عشاق کا کمتے جو حنا کے بدلے	رنگ ہاتھوں کا پھر ای شوخ نرالا ہوتا
اک مجھی زہر میں اک تیغ لگا تا سادی	یہ ہرا زخم تو وہ زخم دل آلا ہوتا
دعوی آئینہ سازی سکندر کرتے	شیشۂ دل جو شکستہ کوئی ڈھالا ہوتا
رنگ نوروز میں کھیلے تھے جو ہمراہ رقیب	خون عاشق کا مری جان اچھالا ہوتا
وہ بلا زلف ہے کچھڑی بھی جمع ہوتے مر بال	کوڑیالا کوئی ہوتا کوئی کالا ہوتا
کیا غم رزق جو پتھر بھی فلک برساتا	آب و دانہ سے نہ خالی کوئی نرالا ہوتا
نیم بسمل تو ہمیں کرتا وہ حسین بے شمشیر	نیمچہ نیم نگہ کا جو سنبھالا ہوتا

یہ وہ ہی میکدۂ دھر کہ جسمین ای شاد
چشم جمشید کا حلقہ بھی پیالا ہوتا

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
گر نہوتا موت کا ڈر پھر تو کیا تھا کچھ نہ تھا	جین کرتے زندگی بھر پھر تو کیا تھا کچھ نہ تھا
عشق میں ملتے مرے منڈھا جو سر پھٹتا جنون	کوہکن لیتا جو ٹکر پھر تو کیا تھا کچھ نہ تھا
بے اجل میری طرح مرتے اگر خضر و مسیح	زندگی ہوتی جو دوبھر پھر تو کیا تھا کچھ نہ تھا
کھیلتا ہاتھوں پہ کالا گیسوئے خمدار کا	یاد اگر ہوتا یہ منتر پھر تو کیا تھا کچھ نہ تھا

بحر متقارب مثمن محذوف
فعولن فعولن فعولن فعل

بحر متقارب مثمن محذوف
فعولن فعولن فعولن فعل

چمن بوئے گل سے مہکتا رہا
قفس مین مین حسرت سے تکتا رہا

جو روبھی چکا چشم خونبار سے
لہو جیسے رینی ٹپکتا رہا

تڑپتا بھی چھوڑا نہ سفاک نے
چھری دی جو کہ ی سسکتا رہا

نہ نکلا جگر سے کبھی خار غم
یہ کانٹا ہمیشہ کھٹکتا رہا

وہ حسرت زدہ ہون کہ ہنگام نظم
جو موزون ہوا شعر سکتا رہا

کھلی ایکدن بھی نہ دل کی کلی
سدا غنچۂ گل چٹکتا رہا

وہ شاعر ہون دیوانے پن مین بھی شاد
جو کچھ دل مین آیا وہ بکتا رہا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

وحشت مین حسب دل کوئی صورت بہل گیا
تنگ آکے مثل جامۂ کہنہ نکل گیا

دکھلاکے بام پر وہ تجلی نکل گیا
دیکھا جو یہ فروغ مرا طور جل گیا

تڑپین برائے غیر جو کی دم نکل گیا
کاجل وہان بہا کہ یہان نیل ڈھل گیا

اللہ ری نامرادی فرط ہجوم یاس
یہ حسرتون کی بھیڑ ہوئی دل کچل گیا

رویا جو غم سے مین یہ ہوا آب دل
پانی مین پڑکے جیسے بتاسا پگھل گیا

جو کا فریب سے نہ کبھی وہ قمار باز
چوسر کا بھی جو شغل کیا چال چل گیا

مین رو دیا تو آئی چشم تر غم نہین
غبار دل یار تو ہو گی
اسے حق مین کانٹے [illegible] بوئیگی
رقیبونکو ہم ظالمان دکھائے تو دیگی
بس اتنا سا تجکا منھ ہوگی
چمن مین وہ غنچہ دہن جو گی
فعولن فعولن فعولن فعل

بحر تقارب مثمن محذوف

مجھے اب بھی نادان یہ کیا سوجھا کا
تغافل مین اوس شاہ گذری سو گذری

ہم بے پرون کی بال فشانی محال ہی	چھوٹی کلی تو شہپر پرواز جل گیا
بہر شکار جب طلب اوس ترک نے کیا	مین تیر سا ہدف کے لیے سر کے بھل گیا
اعضا ساشال برف ہوی آہ سرد سے	جھونکا صبا کا دل کی صراحی کو جھل گیا
پوچھا جو مینے دلکی لگی کس طرح بجھے	پروانہ گر کے شمع کے شعلے پہ جل گیا

سرگشتہ وہ ہین گوشہ نشین بھی ہوی جو شاد
سارے جہان مین نام ہمارا نکل گیا

بحر تقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

سرفراز کو ڈر نہین عیب جو کا	اوسی پہ پڑا اسنے گردونیہ تھوکا
غنیمت ہی پیکان سرخ اوس نکو کا	یہی دل مین ہی ایک قطرہ لہو کا
مجھے جامۂ عیش کی یہ کمی ہی	کہ ہیتون قبا ہے بدن ہو شلوکا
طبیبو نہین وہ نیش نوش غرہ ہون	سنون پی گیا جو عرق گو کھرو کا
جو چھو نکے نہ گلچین مرے آشیانکو	لگا کے بہار آتش گل سے لوکا
گل تر بھی دیکھے تو ہو خاک جل کر	یہ رنگت مین وہ شعلہ رو ہی بھبو کا
کہون کیا شب وصل ٹھر یا لیونکی	گجر سے ملا یا گھڑی کو جو کوکا
نظر جسنے کی گلرخون کے دہن پر	نہ اوسنے کبھی منھ پہ غنچے کے تھوکا

تجھے عیسی کی یاد آئیگی
پھنسا اس مین جو عمر بھر کو گئی
یہ دنیا و دین سے الجھن ہی جہان
ہر اک زخم خندان لہو رو دیگی
او دیکھا ہی ہاتھون عذاب گئی

[illegible]

مستفعلن مفاعلن مستفعلن مفاعلن

[illegible]

بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع

فاعلاتن مفاعلن فعلن

مسافر خانۂ دنیا مقام ہوشیاری ہے
لگا ٹپکار ہا اشکون کا بے ساقی کے اسیر بھی
جو اشک ایذا رسا ہین چشم تر کی عین راحت ہے
وہ طائر ہون قفس مین بھی دیدۂ گل کا لپکا ہے
جہان مین پا تراب حسن خلخال حسینان ہے
کہین ٹھہرے نہ ہم اک لحظہ گردش سے مقدر کی
یہ دل مجروح ہے شمشیر ابروے ملیحان کا

قیامت آگئی فردا یہان پڑنے کو ہے ڈانکا
چھلی دلکی صراحی دیکھے جام چشم پر ٹانکا
کہ خون دل ہے ین اطفال ٹھنڈا ہو جگر مانکا
ذرا غافل ہوا صیاد ادھر تاکا ادھر جھانکا
یہی دیتا صدا ہے ہر قدم پازیب کا ٹانکا
جہان مین ہر طرف ہمنے سمند عمر کو ہانکا
کہ جسکی ہر دہان زخم نے سیرون نمک پھانکا

مثل شاہد ہے یہ اے شاد ہم کچھ ہیچ زبانو نکی
زبان شیرین ملک گیری یہان ٹھہری تمک پانکا

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نہ نکلا جیب کوئی گریبان مرے پر مجھے پیارا مانکا
جنون نے جیب رکھا تار کوئی جیب دامانکا
حجاب ایسا ہے اوس پردہ نشین کو دیدبازو نسے
چھپاؤن واعظو لیا مے ٹپی ہے میری گھٹی مین
جو بند آنکھیں ہیں خواب اجل سے پر نہ چونکیں گے

ہزارون آرزوون نے مری میت پہ منھ ڈھانکا
لپٹکر سایۂ تن نے مرا عریان بدن ڈھانکا
کھلی آنکھیں جو دیکھیں میت عاشق کی منھ ڈھانکا
وہ میخوار ازل ہون خم رز کا جسنے سر ڈھانکا
کفن کی تانکر چادر جہان مرقد مین منھ ڈھانکا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

پاس اوس بت کے جو غم اسکے کبھی بیٹھ گیا
درد او ٹھا یہ مسیحا سے جبین کبھی بیٹھ گئی
عشق ہم کا نہین ہم اور ون نے لگا کر لواے
عیسی قربان مین جو دیکھتی کبھی بیٹھ گئی
جب رقیب او سکی ہمیشہ لگے ارکان نماز
ظلم کر ون کبھی اوٹھا مین کبھی بیٹھ گئی
ای جلا سا نہ کبھی ٹھیرہ ضعف ای ہوگی
زانوے آئینہ دل مین جو ذری بیٹھ گئی
دست پا ہو گئے مین ہم وار مین لاگر
یا طپی چہرہ رنگ پیش اوسکے جھکا بیٹھ گئی
چشمہ گرد وہ ہوا اس سے نکلا کوئی
اس کنوئین مین جو گر اوے نہ بیٹھ گئی
ظالم کیونکر نہین لیتے ہی وہ دل دیکھین تو

خط عارض جو ترے شیشے سے ٹہرے یہ محال	چھیلنے سے نہین قسمت کا لکھا چھل جاتا
چھوڑتا عید کے دن بھی نہ گرفتارون کو	صورت طوق گلوگیر گلے مل جاتا
جب چمکتی ہی تری تیغ تبسم ای گل	دہن زخم ہی غنچے کی طرح کھل جاتا
دل مین ہوتا نہ مرے دخل بلا کا کل	سایہ رہتا نہ کبھی گریہ مکان کل جاتا

رعشہ اندام ہون یہ خوف خدا سے ای شاد
کوئی مجرم ہو کلیجہ ہی مرا ہل جاتا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیکھکر روے صنم کو نہ بہل جاؤنگا	مرتے دم لیکے سنبھالا تو سنبھل جاؤنگا
تن کفن پوش تو ہوا اور رہی پیراہن مین	او جلے کپڑے مین بدلتے ہی بدل جاؤنگا
چمن دہر مین وہ برگ خزانی ہون مین	گرنہ برباد ہو آگ مین جل جاؤنگا
ہون وہ ثابت قدم ای چرخ جو بیچال کبھی	چاہے ٹل جائے زمین مین نہین ٹل جاؤنگا
مین وہ افتادہ چشم و نظر عالم ہون	پاؤن پکڑیگی زمین بھی تو پھسل جاؤنگا
ساز و سامان طرب کچھ نہ اگر ہاتھ آیا	چھانچھ ہو کر کف افسوس ہی مل جاؤنگا

شاد بہکون نہ کبھی نشۂ دولت ہو ہزار
کچھ مین کمظرف نہین ہون جو ابل جاؤنگا

بحر مدید

بحر مدید مثمن سالم

فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

ہے پیالہ جو دہن نازنین سے آئی تہ
پھیلتا ہی جو کھلا ای قسمت عطا
کھینچ بیٹھی کی سر بے حال ہوا
ناتوانی سی کا خیال ہوا
بال مرا طور کی شمع سے ال ہوا
جب بیٹھ ووچا جلا تو جال ہوا
عیب گنے گی اور جو تیکتا حسن
نذر آیا شعبے سے مال ہوا
بحر دن جب سے لگی دو آن مین
جنہیں میں آنکھ آنکھ نہیں ال ہوا
وہ دیکھا کہ دل بے لوث
سیل ذری کا اجل کو دو حال ہوا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ہم جو روے نہ عشق و ندا نہین	شہر مین موتیون کا کال ہوا
وہ تو جیسی ہی ہاتھ مین جو لیا	سنگریزہ تنک اوڑکے لال ہوا
ہجر مین کھائی جو گلوری بھی	ریشہ بالون کا زہر بال ہوا

مگس و مور بھی ہوا جو مین شاد
بے چھُری کے گلا حلال ہوا

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول مفاعیل مفاعیل و فعولن

رکھتے ہین فقیری مین دماغ اہل دول کا	ہم جھونپڑے مین دیکھتے ہین خواب محل کا
شبنم سے لڑاتا ہی مجھے روگ سبل کا	ای چشم تر اک پل نہ تھمے اشک کا ڈھلکا
شمشیر زبان یار لڑائے تو مزا ہی	چسکا دہن زخم کو ہی تیغ کے پھل کا
رونے سے جو دل صاف ہو خاطر ہو شگفتہ	بے بارش باران نہ کھلے پھول کنول کا
کیا نشہ زر دل مین کمینہ کے سمائے	مملو جو ہوا جام تنک ظرف وہ چھلکا
پوچھا جو شباب بشری چشم فنا سے	پلکون نے صدا دی کہ بھروسا نہین پل کا
جی مین ہی گداز دل صاف و سکو دکھائین	ملجائے حباب مین جو کوئی آئینہ دل کا
کیا جائے پھرے حسن جوانی دم پیری	ہی خط نے لیا عود جوانی کا مچلکا
چل پھر مین جو مین عضو بدن شک نہین آئے	یہ آدم خاکی بھی ہی پتلہ کسی کل کا

نظم

گلگیر و شمع مین رہے ہر شب جلی کٹی	محفل نشین کوئی پتنگا گل کتر گیا

ای شاد کمسنی سے نکالی جو اوسنے پاؤن
جوبن نے پھر اوسے جو ابھارا ابھر گیا

بحر مضارع مثمن اخرب محذوف
مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

کس گل کا پوست ناخن رنگین سے چھل گیا	لالہ لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
نالان جو مین سفر مین ہوا کانپ دل گیا	فریاد جب غریب نے کی عرش ہل گیا
بلبل اگر نصیب مین ہے تو دکھائین گے	گو لر کا پھول دل ہے ہمارا جو کھل گیا
وہ نالہ کش ہون اک نئی ناقوس پر نہین	بخشین جو بلبلین تو ہزارون مین پل گیا
کامل ہے فن سنگ تراشی مین کوہکن	سر پھوڑ کر تراش غم وہم کے سل گیا
رونے مین ہے تلاش دل ای چشم بیحصول	اک قطرہ تھا لہو کا سو دریا مین ملگیا

مجمع یہ عاشقون کا ہے اوسکی گلی مین شاد
جب سانس لی تو پیسے کھوا اٹھکے چھل گیا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

دزد حنا دکھاتے ہی ہاتھ اوسے دل گیا	کھویا نہ چاہیے کہ نشان مجا و مل گیا
روکے ہزار چشم لپٹتا ہے دوڑ دوڑ	کیا طفل اشک ہے مرے دامن سے ہل گیا

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

دوچار ہو کے سہین کج ادائیان کیا کیا	لڑا کے آنکھ کو دیکھین لڑائیان کیا کیا
جو شب کو بام پہ آیا وہ طفل آتشباز	چھٹی ہین ماہ کے منھ پر ہوائیان کیا کیا
یہ عشق کرکے نتیجہ ملا بھلائی کا	زمانے بھر کی اوٹھائین برائیان کیا کیا
ہرن ہو لئے وحشت دکھائیے آنکھین	غزال کرتے ہین دیدہ درائیان کیا کیا
شب فراق مین پہونچا نہ دادرس کوئی	دیا کیا مرا نالہ دہائیان کیا کیا
یہ نازکی ہے اوٹھایا جو پھول ہاتھو نے	کمر کی طرح وہ لچکین کلائیان کیا کیا

فریب دیکھ تو ای شاد جو فروشون کا
جہان مین کرتے ہین گندم نمائیان کیا کیا

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن

کہتا ہے زخم خندان سن حال دل لگی کا	رونا سرشک خونی انجام ہے ہنسی کا
ہر عضو تن جدا ہو بے روح آدمی کا	مطلب کے اپنے سب ہین کوئی نہین کسیکا
ہر صاحب فغا نکے ناسور ہو جگر مین	سینہ چھنا ہوا ہے ہر ایک بانسلی کا
وابستگی غم کی یہ دل شکستی ہے	ٹکڑے جگر ہو جیسے پکسی ہوئی کلی کا
پامال قد بالا سلبے جو ہون ارم کو	مین بڑھ کے راستا ہون سیدھا ہی گلی کا

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

قبر مین پہونچا گئے ہنکر پرائی سب عزیز
یہ کرے تیر نگہ سے صید وہ خود ہو شکار
زلف پیچان کی جو کی تعریف کھا کر پیچ و تاب
تیغ جس قاتل نے کھینچی کر دیا سینہ سپر

وصل کا جھگڑا فقط دو دکھا دو وطن مین رہگیا
پیش چشم یار عیب اتنا ہرن مین رہگیا
بات میری غیر موذی لیکے من مین رہگیا
دب کے مین کس کج ادا بانکپن مین رہگیا

سکۂ اشعار اپنے سب سے رائج نہ شاد
جو ہوا ٹکسال باہر وہ چلن مین رہگیا

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
نہین دو رنگی کاکل مین دخل کالون کا	سپولیا ہی ہر اک بال کو ڑیالون کا
فغان بلبل نالان ہی شور نالون کا	ہجوم داغ سے میلا ہی پھول والون کا
کیے ہین فرش زمین چرخ نے آہوے چشم	اگر گیسو نکا بچھونا ہی مرگ چھالون کا
سوال وصل کا لپکا کبھی نچھوٹے کا	مزا پڑا ہی مجھے بھینگ کے نوالون کا
جو ابر گور غریبان پہ ہو نہ سایہ فگن	تو مکریان بھی نہین شامیانہ جالون کا
یہ نازکی ہی بنائے جو گل وہ گل تکیہ	نہ رونگٹا بھی ہو میلا روئی کے گالون کا
ہوا ہون کشتۂ خط سبز جو فروشانکا	مرا جنازہ نہین تعزیہ ہی پالون کا
یہ کو دکون کو صدا دلفریب سیتے ہین	خریدیو یہ کھلونا ہی بھولے بھالون کا

قتل اغیار پہ بیڑا جو اوٹھانا ٹھہرا	خون بہانے کا ہمارے یہ بہانا ٹھہرا
دل بتیاب تپ غم سے بیمار اٹھہرا	قایم النّار ہوا آگ پہ پارا ٹھہرا
مجھسے اے طفل حسین ڈر کے چھپاتا ہی جو منھ	بنی آدم نہوا مین کوئی ہتّوا ٹھہرا
گردش چشم سے عالم تہ و بالا جو ہوا	آسمان دیدۂ مردم مین ہنڈولا ٹھہرا
آتشین رخ پہ نمودار ہوا خال سیاہ	یا کوئی آگ پہ اسپند کا دانا ٹھہرا
آدمی بھی جو ہوا مین ہمہ تن گرد ملال	مثل تصویر گلی خاک کا پتلا ٹھہرا
سوز دل سے جو طپان دل ہو سکون ہی اکسیر	کیمیا بنگئی جب آگ پہ پارا ٹھہرا
دختر رز نے لیا جبسے شگون بھر و صال	دوڑ کر نام پہ میرے وہ کٹورا ٹھہرا
خانہ آباد جنون ہو کہ الٰہی جبس سے	پاؤن رکھنے کا تو جولان مین ٹھکانا ٹھہرا
عشق کافر کا سیہ کار بنا یا تو کیا	کاجل آنکھو نمین جو اوس بت کے نہ سرمہ ٹھہرا

ادھر آیا اودھر ای شاد گیا عہد شباب
نوجوانی نہوئی کوئی چھلاوا ٹھہرا

بحر کامل مثمن سالم	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
یونہین گرم ہو ہو کے بزم مین کبھی داغ دل کو بنا دیا	ملی مثل شمع نہ مفت جب ہمین دل لیکے جلا دیا
ہوس نمود بھی جیتے جی بس مرگ قبر بھی کھد گئی	رہی آرزو بھی نہ نام کی کہ نشان فلک نے مٹا دیا

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جب طلب اوسنے کیا بہر ہدف	تیر سا سینہ مین سر کے بل گیا
تختۂ تابوت ہی تخت روان	آج لی لکھی جنازہ کل گیا
اوٹھ رہا ہی آہ سوزان کا دھوان	دل تپ ہجران سے شاید جل گیا
جب وہ بوسے کوئی شعشہ چھوڑ دے	غیر پر اپنا تپنچہ چل گیا
ہون وہ غمخوار ضعیفان جہان	جب کوئی چیونٹی پسی دل ہل گیا

چونک غافل شام ہونے آئی نشاۃ
نوجوانی جا چکی یون ڈھل گیا

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
کیون کہے کوئی کہ مال اوس بت نے مارا کھل گیا	دل گیا میرا کسی کی کیا گرہ کا کھل گیا
گفتگو جب کی دروغ اوسنے مغا کھل گیا	ہو گیا قفل وہن جس وقت چھوٹا کھل گیا
اک بلا سے ملی تھی دوسری نازا ہوئی	زلف کا باندھا جو اوس کافر نے جوڑا کھل گیا
تو وہ قاتل ہی ترے کشتو نکے تربت پر مدام	تیغ کی صورت جھما جھم ابر برسا کھل گیا
کندنی رنگو نپہ کیا ہی میں وہ ہون فرقت نصیب	سیل کتنا ہی کیا سونے کا جوڑا کھل گیا
لاکھ روکا پر تھمی اک پل نہین باشک روان	یہ وہ دریا ہی جب اسکا باندھا کھل گیا
جان سے جاتا ہی جو لیتا اودھر کی راہ ہی	کچھ نہ کچھ ہی گوند کی نہر مین کٹکا کھل گیا

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کھل گیا دم بھر ہی مہمان ذی فروغ تھا فروغ
جب شرر جگنو کی صورت اوڑکے چمکا رہگیا

وہ اسیر دام کاکل ہون کہ جب پانی پیا
جو گلے سے گھونٹ اوترا پڑکے پھندا رہگیا

منتظر وہ ہون کبھی جسکی پلک جھپکی نہین
چشم روزن بھی بنا تو راہ تکتا رہگیا

ہی جبھی تک آبرو جب تک ہی پاس آبرو
ڈھل گیا پانی جہان آنکھو نکا پھر کیا رہگیا

چشم تر سے دھوتے دھوتے مر مٹے ای شاد ہم
داغ الفت کا لگا پر دلمین دھبا رہگیا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

شب تیرہ کا ہی دھوکا نہ گھٹا کالی کا
اوس کمند صیا کی ہی زلفون پہ گمان کالی کا

جب غم مانی سے شبیہ دل پر داغ کھنچی
نقش کھینچا وہین پھولونسے بھری ڈالی کا

کیا ترے چہرۂ گلگون کو کہون صورت ماہ
پھیکا شلغم ہی کہین نام نہین لالی کا

طائر جان کی مرے پر بھی رہائی ہی محال
ہر طرف جال ہی قبرون پہ گھرا جالی کا

تال یون ہو حق صوفی پہ ہین دیتے قوال
شورش بوم پہ جیس طرح ہو غل تالی کا

قم سے عیسی ابھی جیلانے سے ہین جسکے مجبور
اوسکو زندہ کرے اعجاز تری گالی کا

ستواضع ہو جو خواہش ہی برومندی کی
سرنگون باغ جہان مین ہی پھلی ڈالی کا

وصل دس سہ کا کسی شب نہین ای شاد نصیب

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بتکدہ تھا جب ہزارون خوبرو آباد تھے
کعبۂ حق پہلے یون ویران کیا تھا کچھ نہ تھا

آشنا نا آشنا دو تو تھے اک نقش کہ آب
جان کیا تھا کچھ نہ تھا انجان کیا تھا کچھ نہ تھا

جان و دل کیا دیدیا سمجھو تو سب کچھ دیدیا
اور اگر مانو نہ یہ احسان کیا تھا کچھ نہ تھا

اب ہی معبود برہمن ای زہے اعجاز حسن
ہر صنم پہلے خدا کی شان کیا تھا کچھ نہ تھا

دیکھکر حسن بتان اپنے خدا سے پھر گیا
برہمن بے دین کا ایمان کیا تھا کچھ نہ تھا

غم کے آنیکا نہ دل مین ایکدن مانع ہوا
طوق گردن حلق کا دربان کیا تھا کچھ نہ تھا

مثل شبنم ہر روش اس باغ مین بے زر کٹی
خندہ زن مانند گل اک آن کیا تھا کچھ نہ تھا

حال دل کیا پوچھتے ہو بہہ گیا اشکونکے ساتھ
اک لہو کی بوند تھی انجان کیا تھا کچھ نہ تھا

کھل گیا جب بند آنکھین بادشاہونکی ہوئین
خواب تھا سب عیش کا سامان کیا تھا کچھ نہ تھا

اوس سے بہتر اور کہہ لینگے اگر زندہ ہین شاد
کھو گیا پہلا جو وہ دیوان کیا تھا کچھ نہ تھا

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

خدا کے سامنے جب قتل کا بیان ہوا
بتون کے ہاتھ کا خنجر مری زبان ہوا

جب اوسکے خون رلانیکا امتحان ہوا
ہنسا جو زخم جگر وہ لہو لہان ہوا

وہ مٹ رہا ہون کہ خود مٹ گیا وہ گھس گھسکے
نگین پہ بھی جو مرا نام کو نشان ہوا

یہ غزل بین بین کچھ فرق اصلاح ہو گیا

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

موج دریا ہوگئی سنبل وہاں تا سور کی — پھوٹ بہنے کو حباب ایک ایک چھالا ہو گیا

دل سیہ ہے سیم اندام ونکی قلعی کھل گئی — چہرہ دارونکو جو پرکھا ہاتھ کالا ہو گیا

ملکے ہونٹون پر مسی جسدم ہنسا ای شاد وہ

برق جو چمکی اندھیرے مین اوجالا ہو گیا

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جو سنیۂ نور صرف وصف قد بالا ہو گیا — بلبل سدرہ سے اوسکا بول بالا ہو گیا

فرش درویشی کیا جب اوس غزالی چشم نے — چرم آہو سے تہامہ مرگ چھالا ہو گیا

سر پہ دونو ہاتھ رکھکے اوسنے انگڑائی جو لی — چہرہ مہتاب کے گرد ایک ہالا ہو گیا

دید کے قابل ہے تاثیر سیہ بختی مری — آنکھ پڑتے ہی سپید کمل دوشالا ہو گیا

لو یہ آب آتشین کی ہجر ساقی مین لگی — آتے ہی ساغر مرے ہاتھونکا چھالا ہو گیا

ملکے مہندی پاؤنمین پہنا جہان اوس شوخ نے — آتش رنگ حنا سے بوٹ کالا ہو گیا

نزع مین آنکھین جو مجھ مجنونکی پتھرانے لگین — سنگساری کے لیے ہر اشک ژالا ہو گیا

اوس بہم خوبی کے غم مین تن بدن لیا گھلا — بڑھکے پانی سے ہمارا حال پتلا ہو گیا

مونہی رخکے ہو سبب دنشین ہندو سے خال — کعبۂ دل بت پرستون کا شوالا ہو گیا

یہ غزل ای شاد گو بڑھکر قصیدہ ہو گئی

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

تماشا ان آنکھوں نے کیا کیا نہ دیکھا

بحر رجز مسدس مطوی مقطوع

مفتعلن مفتعلن فاعلن

[illegible]

دم قفس کیون نہ کرے کشمکش حسرت و یاس	اک دل تنگ مین ارمان سمائین کیا کیا
مین وہ محروم خوشی ہون کہ مجھے میرے نصیب	زخم سان بھی جو ہنسون غنچۂ لائین کیا کیا
ہجر مین خواہش دل جو کرے ہم آنسو	ساغر چشم مین بھر بھر کے پلائین کیا کیا

وہ بلانوش ہین اے شاد مزے لیکے
رنج و غم درد و الم ہجر مین کھائین کیا کیا

بحر متقارب سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

جو اے بت تجھے جلوہ فرما نہ دیکھا	برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
تمنا رہی وصل رویا ہی مین ہو	کسی شب کوئی خواب ایسا نہ دیکھا
نہ پیدا ہوئی لو ہمسے ہنگام تزئین	کس آئینہ نے منہ تمہارا نہ دیکھا
گرا اوس مین جو آشنا مر کے نکلا	ذقن سا کنوان کوئی اندھا نہ دیکھا
وہ محروم دیدار ہون بنکے پتلی	جو آنکھون مین بھی وہ سمایا نہ دیکھا
یہی غم رہا اوسکی ہمرن جیسے سے	جو منکا ڈھلا استخارا نہ دیکھا
دم مرگ اچھا کیا تم نہ آئے	بھلے کو برا حال میرا نہ دیکھا
تو اے دُر یکتا وہ نور احد ہے	وہ مین نے بھی جسم کا سایا نہ دیکھا

سدا دیدہ باز مین اے شاد گذری

مخمس

[illegible]

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

[illegible]

جو سر کے بھی جو شغل میں پھینکے وہ رات باز	سب بھا پڑے نصیب کا پانسا اولٹ پلٹ
اہل زمین کی کیون نہ کٹے انقلاب مین	ہر دم ہی آسمان کا ہنڈولا اولٹ پلٹ
مضطر وہ ہین کہ شیشۂ ساعت مین ہر گھڑی	مرنے پہ ہی غبار ہمارا اولٹ پلٹ
بدلے جو وہ بت ستلون نگاہ کو	ہو منقلب جہان زمانا اولٹ پلٹ
شمّہ جو بیقراری دل کو رقم کرون	ہو دفتر جہان ابھی سارا اولٹ پلٹ
مر کر جو پوست بھی ہون اسکی نجات	گرتے ہی او تھ کھڑا ہو نہین سیکہ اولٹ پلٹ
قاصد جو بیقرار ہی مجھ بیقرار کا	ہو من کبوتر اک نہ ہو ایسا اولٹ پلٹ

ای شاد جب سے ورد سخن کی بنا ہوئی
ہمنے کتاب عشق کو دیکھا اولٹ پلٹ

ردیف تاء مثلثہ

بحر تقارب مثمن مقصور	فعولن فعولن فعولن فعول
کلام خدا ہی سخن یا حدیث	تری بات ہی بت ہی آیا حدیث
کیا جسنے ذکر شراب طہور	وہ بنت العنب کی ہین سمجھا خبیث
کتاب مبین اوسکا مکتوب ہی	بیان اوسکے پیغام بر کا حدیث
کہا شام گیسو کو لیلے اگر	شب قدر کی اوسپہ لایا حدیث

ردیف جیم فارسی

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور — مفعول مفاعلن مفاعیل

عشق رخ و زلف مین کیا کوچ
شب آ کے رہا سحر کیا کوچ

خیاط نفس کا ہو عجب کوچ
درزی کا ہی کیا مقام کیا کوچ

جب موج رواں کہین نہ ٹھہری
دم لیکے حباب کر گیا کوچ

ہر دم ہی روانہ عمر انسان
ہر ایک نفس ہی کر رہا کوچ

پروانہ جلا تو شمع بولی
تیرا ہی ادھر اودھر کا کوچ

وہ سوزن ساعت وان ہون
کرتی ہی جو ہر نفس سدا کوچ

گھنگھرو دم نزع بولتا ہی
آواز جرس نے دی ہوا کوچ

ہم ساتھ تھے پا شکستہ جسکے
لشکر وہ جہان سے کر گیا کوچ

شب بھر ہی فروغ شعلہ ای شاد
ہنگام سحر ہی شمع کا کوچ

ردیف حاء حطی

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

گھڑی بھی نہ شب وصل جب پہر کی طرح
تو کان خود مرے بجنے لگے گجر کی طرح

ردیف دال ہندی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

حنا رچی ہی غضب کی کف حنائی مین بلائی جب مو گلگون رقیب کو تونے	ہو جیوٹ پنجہ مرجان یہ ہاتھ لاای شوخ لہو کا گھونٹ مین اک پیکے رہگیا ای شوخ

یہ قول شاد ہی رنگین ادا ہی جو معشوق
وہ شوخیان جو کرے وس پہ ہی جو ہزار ای شوخ

ردیف دال مہملہ

بحر مجتث مخبون مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
نثار مین ہون تری آن بان پر قاصد	پھرا نہ کھیل گیا اپنی جان پر قاصد
قدم رسول کے دیکھے ہین پتھرونمین بنے	جو نا بلد ہی تو جا اس نشان پر قاصد
زمین سے پردہ اسرار تک شب معراج	پہونچگیا جو گیا آسمان پر قاصد
کبوتروں کو جو کرتا ہی دمبدم یونکے حلال	چھری نہ دے وہ تجھے اس گمان پر قاصد
فلک ماب وہ تو ہی کہ جبرئیل امین	کرین سجود ترے آستان پر قاصد
مرا کلام ہی قابل درود پڑھنے کے	ترا جو نام ہی میری زبان پر قاصد
کہونگا حشر کے دن امت پیمبر ہون	کھلے گا حال مرا امتحان پر قاصد
سناؤن کیا مین تجھے ہی یہی حقیقت حال	بنی ہی اوسکی جدائی مین جان پر قاصد
نبی کے بعد یہ قرآن سے ہوا ثابت	کہ نامہ دیکے سدھارا مکان پر قاصد

ردیف ذال معجمہ

بحر رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

لب شیرین کا ملیحو تکے جو بوسا ہو لذیذ	اوس سے بہتر کوئی میٹھا نہ سلونا ہی لذیذ
کوئی دنیا مین نہین نعمت عظمیٰ ایسی	لقمہ غم کا جدائی مین جو کھاتا ہی لذیذ
انگبین مین نہ لبن مین ہی مزا ایسا بھی	اے صنم شربت دیدار جو تیرا ہی لذیذ
رزق بے منت گردون جو ملے مال سے	سوکھی روٹی کا بھی ہاتھ آئے جو ٹکڑا ہی لذیذ
تلخی موت روانی مین مزا دیتی ہی	اوس شکر لب کے تہ تیغ کا مرنا ہی لذیذ
من و سلوا جو خدا دے تو شراب و کباب	اکل و شرب اپنے فزون تر نہیں تا ہی لذیذ
لب سے عناب خجل چشم سے بادام خجل	چمن رخ کا جو میوہ ہی وہ ایسا ہی لذیذ
لذت وصل نہ اوسکا مزہ بوس و کنار	کیا کہے تارک لذات کہ کیا کیا ہی لذیذ
نیک و بد کیون ہو شمر نخل شجر قد والے	بدمزا ہی کوئی میوہ کوئی میوا ہی لذیذ

ہر نفس چاہیے شکرانہ نعمت ای شاد
نعمتین روز وہ رزاق کھلاتا ہی لذیذ

ردیف راء مہملہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — **مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن**

ای برہمن ہو سنکھ کے نالہ زبان پر	جون رنگینی نہین ہی کسی بت کے کان پر
عنقا زمین پر نہ ہما آسمان پر	دونو مٹے ہین اک کمر بے نشان پر

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن

اردو مین نہین قافیہ ای شاد حرف
اصلی ہو کہ وصلی ہو کوئی ہو تو سہی یہ

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
اپنی ایذا مین کٹی یون تہ و بالا ہو کر	کہ اوٹھے درد سے بیٹھے کبھی پھوڑا ہو کر
نیش زن ہو جو وہ مژگان خلش آرا ہو کر	لپٹے ہر موے بدن جھاڑ کا کانٹا ہو کر
اوسنے افشان جو چنی رات کو تنہا ہو کر	آسمان ٹوٹ پڑا مجھ پہ ستارا ہو کر
بھولین محلون پہ نہ منعم سگ دنیا ہو کر	ہڈیان قبر مین رہ جائینگی چونا ہو کر
سچ تو یہ ہے وہ فریبی جو ریاسے رویا	گر پڑا ہر دُر اشک آنکھ سے جھوٹا ہو کر
وہ جلے تن ہون مرے پر بھی جو مٹی مین ملون	گرد باد اوٹھنے لگین آگ بگولا ہو کر
سرفروشی مین وہ کامل ہون کہ ہر طفل ستائے	مرکے بکتا ہون مین مٹی کا کھلونا ہو کر
کیا ضعیفی مین ہو پیراہن ہستی کو ثبات	جامہ تو رہے ثابت نہ پرانا ہو کر
مےکشی مین جو ہوا چشم خماری کا خیال	رہگیا جام ہتھیلی کا پھپھولا ہو کر
سرکشی سبزہ کے لیے پامالی ہے	پست ہو گا جو چلیگا کوئی اونچا ہو کر
عشق مژگان یہ موثر ہے جو کھیلون جو سر	ہاتھ پانسہ بھی اگر آئے تو کانٹا ہو کر
پھر نہ تڑپون مین اگر دل کو قرار آجائے	پھوٹ جائے دل بیتاب جو پھوڑا ہو کر

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

شب غم سے یہ دل خون ہی جو انسو خشک ہوتے ہین — عوض اشکون کے انکھون سے لہو آتا ہی بہ بہکر

وہ گلچین بہاران ہی ریاض دہر مین جسنے — رکھا غنچے کی گٹھری مین قباے گل کو تہ کر

مین ڈرتا ہون تلے وہ تو ہین قتل عام کرنیکو — یہ نازک ہین کہ گہ بیٹھے کہین قبضہ نہ گہبرا کر

خموش اے بلبل نالان ابھی صیاد سوتا ہی — کہین جاگے نہ یہ فتنہ الگ گلشن سے چہچہ کر

یہ گل کھائے ہین تن پر شعلہ رخسار وںکے سو ہین — بنا سرو چراغان ہون سراپا داغ سہ سہ کر

وہ بخشے یا نہ بخشے بندۂ عاجز کو چارہ کیا

معاصی بخشوا اے شاد اسی ہر ہیچ کو کہ کہ کر

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

عندلیبون کے تو نالون سے بنی جاتو ہیر — جون بھی رنگی نہ گل تر کے ذرا کانون پر

جسم بھر مین رخ زیبا نہین محتاج لباس — جامۂ برہنگی قطع ہی عریانون پر

کیا برائی کی بتائین تو بھلا ایکے سوا — رکھ دیا ہمنے حسینون ہی کے ایمانون پر

کوئی جز تیغ گلے تک نہین آنے پائے — حکمران یہ ہو زبان حلق کے دربانون پر

پھٹ چکی جیب سحر ٹکڑے ہوا دامن گل — رحم کرا ہو جنون چاک گریبانون پر

خاک سے پاک کیا ہاتھ دیے پاؤن پڑے — شکر خالق نکرون کیون مین ان احسانون پر

تہمت بد سے بچو روے کتابی والو — حاشیے چڑھتے ہین اس دور مین قرآنون پر

مخمس

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دور رخی کھنچ گئی تصویر جو گیسو ہو کر	حیرتی عکس بنائے گا ترا تو ہو کر
ناتوان وہ ہون رواں بھی جو ہوا جو ہو کر	جم رہا یخ کی طرح برف کا آنسو ہو کر
دام الفت یہ گلہ گیر ہی بیتا ہون جو آب	پھندے پڑتے ہین گلے مین مرے اچھو ہو کر
جرعہ ہی کی ہوس ہین دم توبہ شکنی	جب اوٹھے دست دعا رہ گئے چلو ہو کر
ہو گئے خاک وہ ذی شرم نزاکت والے	جنکی مٹی سے اوگے نخل لجالو ہو کر
مشتعل ہو لگی لگی یہ ہی پھنسا کر دل کو	نفس سرو جلاتے ہین مجھے لو ہو کر

ہوش وہ قلقل مینا نے اوڑائے ای شاد
واعظین رہ گئے مے پیتے ہی الّو ہو کر

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
تو نکلتا ہی جدھر ای مرے گلرو ہو کر	پھول والی وہ گلی بنتی ہی خوشبو ہو کر
نازش حسن نکر چرب زبان تو ہو کر	جو بن ای شمع ڈھلے گا ترا آنسو ہو کر
میرے رونیسے بہا کچھ جو غبار خاطر	جم رہا بیچ سمندر مین وہ ٹاپو ہو کر
مژہ تر پہ یہ لخت جگری کی ہی بہار	پھولتی شاخ ہی جیسے کوئی گھنگرو ہو کر
بے فروغ نکو جو تو بعد فنا شمع بنائے	جو پتنگا بنے اوڑ جائے وہ جگنو ہو کر
وہ جگر سوختہ ہون رہ گئی جسکی مٹی	کہین پھولجھڑی کہین جلتی ہوئی بالو ہو کر

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم
فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

نکلتا نہیں آئینہ گھر سے باہر
وطن سے ہو نہیں زندگی بھر سے باہر
اولیسے خاک گھر میں جیتے ہیں بر سے باہر
نہو کاہ گرداب جگر سے باہر

نہ کر ہرزہ گردی جو ذی آبرو ہے
جنان سے ہوئی مدت آدم کو نکلے
وہ محروم دولت ہیں برگشتہ قسمت
گردش بخت کیسا لاغر و نکی

لڑاتے جو ہو شاد سے گھر میں آنکھیں
نظر ڈالو ہم پر بھی تیور سے باہر

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

ہوئی تو جاولمین وس صنم کی نماز میں سر جھکا کر
لحد میں کیا ذکر روشنی کا سر لحد بھی جو رحم کھا کر
نشان برباد گان عالم جو پوچھے صحرا میں ہم نے جا کر
جو چشم انجام بین سے دیکھا بہار دو دن ہی پھیر خزاں ہے
بتو نکی پر آب نظر ہو نہیں دکھلا دیئے دکھا جو پتلیو نکو
خیال حج حرم کو چھوڑا دست جو شہر گ سے ہے قرین تر

حرم سے بتخانے تک تو پہونچا خدا خدا کر خدا خدا کر
جلا گیا جب چراغ کوئی ہوا نے ٹھنڈا کیا بجھا کر
صبا اور اڑا کے گرد بیٹھے بگولے وحشے ہوا میں
تا گلشن پہ ہوئی شبنم ہنسے گل تر جو کھل کھلا کر
بیٹھے ہیں ہند و وہم جمن بھرتے گنگا چلی نہا کر
طواف دل ہی کیا کیے ہم گئے نہ کعبے کو پھیر کھا کر

زمین میں اے شاد مر گئے پر فلک دبانے تو کیا گلہ ہے
سیان تربت ہمارے پہلو ہمیں دبا ہیں مردہ پا کر

ریت سے شیشۂ ساعت کے لیے شیشا بھر		دیکھتا ہی جو تجھے یار غبار دل زار

پائے وصلی کی روی کرنہ بیان ابیات
عیب ایطا سے غزل شاد نہ والتسا بھر

فاعلاتن مفاعلن فعلن	بحر خفیف مسدس مشعث مخذوف
اللہ اللہ ای برہمن کر	کیا یہ بت بیٹھین گے خدا بنکر
سر کو کھینچا فلک پہ گرتن کر	ہوگا برباد مثل کاغذ باد
پھیر کر آنکھ کیج نہ چیتون کر	خنجر و تیغ کر گلے پہ روان
ایک مشت غبار بن ٹھن کر	ای تری شان ہوگیا انسان
چشم تر طفل اشک کو جن کر	پاک دامن ہی مریم ثانی
زلف پیچان سے بل نہ ناگن کر	دلکے ڈسنے میں ہی یہ کالا ناگ
اسم اعظم کی ورد سمرن کر	تو اگر ہڈیون کا مالا ہے

ہی یہ چہلی مزار شاد غریب
دھوپ آتی ہو لاش پر چھن کر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مسدس مخذوف
نالۂ بلبل پہ ای گل کان کر	گوش کر فریاد عاشق جان کر

ردیف شین معجمہ

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دورہ بدنامی نہین جبتک ہی نفس اہرمن	آدمی ہردم یہی سمجھے کہ ہی شیطان پاس
غیر کے پہلو سے اوٹھکر بیٹھے میرے بھی قریب	کچھ تو کر عاشق کے احسانو نکا بے احسان پاس
عشوہ وناز وادا غارتگری کے واسطے	سیکڑون سامان ہین اوس فرعون بےسامان پاس
رزق قسمت کی گدائے عشق کو کمتی نہین	پارۂ نان کے بدل ہین لخت دل ہرآن پاس

خانہ بنت العنب ہی شادیہ نامی کا گھر
دور رہ اوس سے نہ جا اوسکے تو اے ناداں پاس

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع مسبغ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان
شگفتہ ہوتے ہی مرجھا گئی کلی افسوس	بہار باغ ادھر آئی اودھر گئی افسوس
دم اخیر بھی کہنے نہ حال دل پائے	زبان بند ہوئی بات کرتے ہی افسوس
اسی بہانے سے منھ دیکھتے حسینون کا	صفائے دل ہوئی اپنی آرسی افسوس
حضور قیس ہین کر جنون مین کیا جائین	قبائے تن ہی سراپا نچی کھچی افسوس
وبال دوش رہا سر بھی ناتوانی سے	ملا نہ کوئی ہمین تیغ کا دھنی افسوس
نظر سے گر کے دل گم ہوا کہین نہ ملا	جنون مین خاک بھی چھانی گلی گلی افسوس
وہ کشتنی ہین جو ماہی کا بھیس بھی بدلا	حلال ہو گئے مچھلی سے بے چھری افسوس
مزار قیس پہ آئی نہ ایک لیلی کیا	کسی نے بات نہ پوچھی غریب کی افسوس

ردیف صاد مہملہ

بحر رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
ہم نے توڑا ہی جو بھینہ کا قفص	دام صیادون کا دیکھا یا قفص
بستنی کیا وحشیان ہین ای جنون	تار تار اپنا ہوا سارا قفص
دم بھڑک کر نکلے بے سیر چمن	یا الٰہی تنگ ہوا ایسا قفص
دام الفت مین ہین ہم جیسے پھنسے	خلق پھندا تھا نہ پیدا تھا قفص
آگیا صیاد جب انصاف پر	پھول کا بلبل کا بنوایا قفص
غنچہ و گل توڑتا ہی جس طرح	ٹوٹے گلچین پر یوہین میرا قفص
دم خفا ہو بستنی سے باغبان	بندھی سب کھولدے تھوڑا قفص

وائے قسمت پھٹ پڑی ڈالی وہ شاد
جسپہ لٹکا یا گیا اپنا قفص

ردیف ضاد معجمہ

بحر رمل مسدس مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلات
جو ہوا قد کشیدہ کا مریض	وہ ہوا سوے لحد لمبا مریض
ناتوان ہین سے ہی لیتا نوک کی	یہ ہوا ہی سوکھ کر کانٹا مریض
بال سے باریک جسم زار ہی	لٹ گیا ہی زلف کا ایسا مریض

جو تری سبزہ شمشیر سے مجروح ہوا
عمر بھر اوسکا رہا زخم ہرا ای نوخط

خوش بیانی پہ ہین زہر اہل سخن کھائے ہوئے
خوب طوطی ہو ترا بول رہا ای نوخط

جس حسن کو سبز جوانی نے کیا
خط ترے رخ پہ نمودار ہوا ای نوخط

اب قرآن ہی سناتا نہ حدیث آکے رسول
ترک یون نامہ و پیغام کیا ای نوخط

گلشن عشق کی راہین ہین سب اسمین تحریر
خضر سبز قبا خط ہے ترا ای نوخط

خط رخ صاف پہ بیہودہ نہین آیا ہے
کس سے یہ خط و کتابت ہے بتا ای نوخط

بسم الحمد ترے خط سے ہوئے بال سفید
دھو گیا نامہ اعمال ترا ای نوخط

رقعہ شادی کے رقیبونکو ہین صاف جواب
تیرے لکھنے کا طریقہ ہے نیا ای نوخط

خط مشکین نہ چھپا کرکے حنا سے رنگین
شاد کے خون کے محضر کو دکھا ای نوخط

ردیف ظاء منقوطہ

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بولا بادہ کشون سے نہ ذرا ای واعظ
کان پکڑونگا جو قلقل کو سنا ای واعظ

دختر رز کو جو کہتا ہے برا ای واعظ
اس عفیفہ نے ترا کیا ہے کیا ای واعظ

جام کوثر کی جو خواہش ہے دم بادہ کشی
بزم رندان قلح نوش مین آ ای واعظ

ردیف عین مہملہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

بیکار ہے سبھی جو واعظ گمرہ بہک نہ شاد
اے بیشارہ خدا اسنو شیطان کا مطیع

ردیف غین معجمہ

بحر متقارب مثمن مقصور	فعولن فعولن فعولن فعول
جو تیری سُنتے ہو یہ کس کا دماغ	نہ نیک بک کے ناصح مرا کھا دماغ
نہ چلا کے بول اسقدر عندلیب	گل تر سے نازک ہے اپنا دماغ
بتو ہم سخن ہو خدا کے لیے	کرو چھوٹے منھ پر نہ اتنا دماغ
ہوئے خاک لاکھوں سر پُر غرور	کرو اہل دولت نہ ایسا دماغ
جو سرکش ہے لاریب بے مغز ہے	حبابوں کا خالی ہے سارا دماغ
کریگی قضا پائمال زمین	فلک پر ہے کیا سرکشوں کا دماغ
کڑی بات اوٹھانیکی طاقت نہیں	کہ نازک بہت ہے ہمارا دماغ

سُنے گا وہ کیا نوجوانی میں شاد
ابھی سے نہیں جسکا ملتا دماغ

بحر متقارب مثمن مقصور	فعولن فعولن فعولن فعول
نہ بہرام کر گور خر پر دماغ	اگر دھا ہی جو انسان ہے خر دماغ

قضا کے وہ ہاتھوں ہوا پائمال
جو کرتے رہے زندگی بھر دماغ

ردیف فا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ہم فاقہ مست رزق مقدر پہ شاد ہین	بھیجے خدا طعام کے خوان اور کی طرف

اردو مین مصحفی کو بھی اُستاد کہکے شاد
آوازہ کس گیا یہ جوان اور کی طرف

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن
بیٹھے دوچار بزم مین دھیان اور کی طرف	آنکھ اس طرف لگائی ہے کان اور کی طرف
ابرو سے ہم شہید مژہ سے رقیب ہون	تلوار ادھر لگائیے بان اور کی طرف
صید زبون وہ ہون جو روان تیر ادھر ہوا	اوسکی قضا نے بولی کمان اور کی طرف
ہم بیکسون کی قبر سوا ہرگز اہی فلک	نگیرے کو نہ ابر کے تان اور کی طرف
یارب کرے جو حسن کی خیرات وہ صنم	میرے سوا کرے نہین دان اور کی طرف

اوترے نہ کس طرح مری آنکھوں مین چھن شاد
دیتا مجھے دکھاکے ہے پان اور کی طرف

ردیف قاف

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات
تم جو افشان کے ذرے ہو مرے یار مشتاق	توڑ لاتے ہین ابھی عرش کے تارے مشتاق
مرتے ہین خواہش دیدار کے مارے مشتاق	حسرت دید سے ہین گور کنارے مشتاق

ردیف کاف عربی

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاع لات مفعول فاع لات

وہ مے پلا ہمین ساقی کہ رند مفلس ہین
سبو و جام سے تلچھٹ بھی جو کھنگالکے پھینک

جو درد دل سے تڑپتا ہون ضبط کتا ہی
جگر کو سینے سے پہلو سے دل نکالکے پھینک

طلب کیا جو سفید اوسنے فرش پا انداز
مہ دو ہفتہ نے دی چاندنی اوجالکے پھینک

سپیر ہوئی جو مری قبر کی سیہ کاری
ید کرم نے دیے چار پھول ڈھالکے پھینک

وہ بلبلہ دل نازک ہی ای یم خوبی
حباب نے بھی شبک تر اسے سنبھالکے پھینک

سنے سے جسکے اوڑین ہوش کبک و بلبل کے
وہ لکھ کے شعر ابی شادیول چالکے پھینک

بحر مجتث مثمن مخبون مقصور
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

چڑھا جو پھول لحد پر نگاہ ڈالکے پھینک
کنار مین دل نازک ہی دیکھ بھالکے پھینک

مری طرف دل پرخون مرا نکالکے پھینک
سبوے رقیب پر قمقمے گلال کے پھینک

اوتارتا ہی جو سر تیوریان چڑھائے ہوئے
حسام بند کمر سے تو کھول کھالکے پھینک

جو سرکشان جہان کے مآل کو پوچھا
زمین پہ خاک گئے وہ لونے دے اچھالکے پھینک

بری غبار نجاست سے پاک طینت مین
کوئی نہ جام گل و لالہ دے کھنگھالکے پھینک

کٹی تلاش جلا ساز مین تمامی عمر
دیا کسی نے نہ تخت سیاہ و جال کے پھینک

ہوے جو شیر و شکر بھی تو وائے ناکامی
سمجھ کے دودھ کی مکھی دیا نکالکے پھینک

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

تری نظر مین جو لایق ہون سنگسار پکے جو کھیلتا ہی تو ای طفل رنگ ہولی مین	مجھی تو چھیلے مری آنکھ سے نکال کے چھینک مرے لہو کو شفق سے بلند اوچھال کے چھینک

گرے کسی پہ نہ پشتارۂ عمل ای شاد
فرشتے داہنے بائین ہین دیکھ بھال کے پھینک

ردیف کاف ترکی

بحر تقارب مثمن مکفوف	فعولن فعولن فعولن فعول
طلسم جہان ہی تماشا سوانگ	بدلتا ہی ہر دم زمانا سوانگ
جو چرخ اسے گردون ہی نیرنگ ساز	کریگا وہ بہروپیا کیا سوانگ
فروزان کیے مجمر آفتاب	فلک ہی بھرے مجمر کیا سوانگ
شب و روز حسن و رنگی دہر	رخ و زلف کا ہی دکھاتا سوانگ
حسینون کے جوبن پہ چھایا ہی روپ	نہ ایسا سنا ہی نہ دیکھا سوانگ
نظر مین مرے شوخ چشم بتان	خدا ساز ہی پتلیون کا سوانگ
سراپا جلے شمع جس روپ سے	سنی کا بھی ہوگا نہ ایسا سوانگ
وہ خار تماشا گہ دہر ہون	جسے سانگ سے ہی زیادہ سوانگ

وہ تائب ہین ای شاد اک ناچ کیا

سب حجاب وٹھے ہین لیکن مانع دیدار ہین
اونسے ہمسے ہی فقط آنکھون کا پردا آجکل

مظہر دہے کو الف ای شاؔد ولکھ کے قافیہ
باندھیے اُردو زبان مین ہی ارادا آجکل

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف و مسبغ
مفعول فاع لات مفاعیل فاع لان

سمجھے نہ کوئی حرف و حکایات گول گول
پستان کے وصف مین نہ کرون بات گول گول

آفت کی تازگی ہی قیامت کی تازگی
باریک بال سے ہی کمر گات گول گول

دام بلا مین دل کو پھنسا تا ہی روز و شب
حلقے بنا کے زلف مین دن رات گول گول

اولاد ہو ہلاک تو ناسور ہو جگر
غمزہ کے دل پہ داغ تھے چھ سات گول گول

شیرین دہن کی یاد مین بھوجو کاٹ چھانٹ
کترا کیے مٹھائی کے لوزات گول گول

لڑکون سے سنگسار رہون تعبیر ہی یہی
دیکھے ہین ہمنے خواب مین برّات گول گول

اک حسن شاؔد اوسکے سراپا ہی فربہی
رانین گداز شانے بھرے گات گول گول

بحر تقارب مثمن سالم
فعولن فعولن فعولن فعولن

بہار آئی ہی رنگ لانے کے قابل
جنون سنگ طفلان ہی کھانیکے قابل

کف پاؤن مین میرے مہندی لگی ہی
بہانہ کرو خون بہانے کے قابل

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
خار سمجھی جو ہین کی دیکھکے گل بر سر گل	نیک و بد اپنی نظر مین گئے تل بر سر گل
وصل مین کیجیے صد دورۂ مل بر سر گل	ہجر ساقی مین نہ مے پیجیے مل بر سر گل
شکر صد شکر یہ کانٹون کا ہی غل بر سر گل	جو خزان آئی وہ آفت گئی کل بر سر گل
رنگ لائے گا مقرر کبھی خون بلبل	ایکدن باغ مین چھو لیگا یہ گل بر سر گل
پھول ایسا ہی کہ کانٹے کا سمجھکر پلہ	بوے گل سے ہوسیک بیٹھے جو تل بر سر گل
جان کو موت نے دل جذب چمن نے کھینچا	عاقبت گردن بلبل گئی ڈھل بر سر گل
دام صیاد مین پھنستے ہین عنادل لاکھون	دے رہی حسن فریبی یہ جل بر سر گل
دلگدازی عنادل کا جو پوچھا انجام	گرتے ہی قطرۂ شبنم گئی گھل بر سر گل
کھلکھلا کر جو ہنسا باغ مین غنچے کی طرح	عقدۂ تنگ دہانی گئی کھل بر سر گل
اک بھی سنتا نہین فریادگران گوشی سے	بلبلین لاکھ کیا کرتی ہین غل بر سر گل
دل نالان سے مرے مرغ چمن بول گئے	جس روش بیٹھ گیا بحث پہ تل بر سر گل

رخ رنگین پہ ہوا مین وہ گل پر ای شاد

پھول میرے ہون تو بلبل کا ہو قل بر سر گل

ردیف میم

جاناجو سوے گور غریباں ہوا ی بتو	آنا ادھر بھی اپنی تھین آنکی قسم
تو یہ بھی مری کی سنج کرے تو یقین نہین	خارج ہے اعتبار سے شیطان کی قسم

عہد شراب کیجیے تو اس مزے سے شاو
مثل کباب کھائیے ایمان کی قسم

بحر رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
دوستو اشکون سے منھ دھوتے ہین ہم	دشمنون کی جان کو روتے ہین ہم
خواب مین بھی اوس دو لکا ہی خیال	ہاتھ چھاتی پر دھرے سوتے ہین ہم
وہ نہاتے ہین غیر کے ہمراہ ہین	بحر غم مین کھاتے غوطے ہین ہم
کرکے اوس سرکش کی پابوسی حصول	دل کو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہین ہم
اس چمن مین سوختہ قسمت وہ ہین	دانہ جل جاتا ہی جو بوتے ہین ہم
وہ نہاتے غیر کے ہین روبرو	پانی پانی شرم سے ہوتے ہین ہم

زخم سے ای شاو اگر ہنستے بھی ہین
ہردم آنکھون سے لہو روتے ہین ہم

بحر ہزج اخرب مکفوف محذوف	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
جوں سبزہ رہے اگتے ہی پیرون کے تلے ہم	برسات کے موسم مین بھی پھولے نہ پھلے ہم

ردیف نون

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

ہم وہ غم خور ہین زمانے مین | غم عالم خلال کرتے ہین
رشتہ ہر موے خط صف آرا ہی | مور چے مور چال کرتے ہین
ہم وہ ہین نونہال غم جنکو | نخل ماتم نہال کرتے ہین
وہ حنا مل رہے ہین ہجر مین ہم | ہاتھ مل ملکے لال کرتے ہین
مر گئے پر بھی ہے یہ نیش زنی | صرف تھیلی مین کھال کرتے ہین
خامہ کیا وصف زلف یار رقم | موقلم بال بال کرتے ہین
وہ سیانے ہین کھینچکر تعویذ | نقش بھرنے مین چال کرتے ہین

بے چھری قاتل سخن اے شاہ
مرغ مضمون حلال کرتے ہین

بحر خفیف مسدس مخبون مشعث محذوف مسبغ | فاعلاتن مفاعلن فعلان

ہم وہ نالان ہین بولی ٹھولی مین | بلبلون کو جو لین ٹھٹھولی مین
جامہ زیبون سے اسکو نسبت کیا | لاکھ ٹکڑے ہین گل کی چولی مین
رنج و غم کھانے کو خدا نے دیا | کیا نہین مجھ گدا کی جھولی مین
الف لیلی ہے وہ گل تو سنا مین | بلبلین اک ہزار بولی مین
خون ناحق ہمارا اوچھلے گا | رنگ لایا جو شوخ ہولی مین

نا سمجھ کہہ رہے ہین لڑتے ہین
واہ کیا تجھ سے پھول جھڑتے ہین
میری تقدیر مین وہ پڑتے ہین
بل جو ابرو مین تیرے آکے پڑتے ہین
فاعلاتن مفاعلن فعلان
بحر خفیف مسدس مخبون مشعث محذوف مسبغ
کہ نگینون مین داغ جڑتے ہین
[illegible] آخرون مین
بات کہتے ہین پھول جھڑتے ہین
کیا ہی زبان گل افشانی

نہ کھونٹ کیون ہو طبیعت مین خوبرویون کے	کہ چہرہ وار کی چاندی کھری چلن مین نہین
جو بازوؤن پہ نگینے ہین داغ چیچک کے	عقیق و لعل وہ اکبر کے نور تن مین نہین
غزال چشم مین لازم سیاہ پتلی ہے	وہ مشک نافہ نہین مشک ختن مین نہین
یہ جھوٹ سے ہی اڑا دا غطونگے منہ کا نور	سفید ریش سے موچھ کا فرق سن مین نہین

مزا عروس جوانی کا ایکدن ہے شاد
شب زفاف کی بو باس پیر دوطن مین نہین

بحر خفیف مسدس مخبون مشعث محذوف و مسبغ	فاعلاتن مفاعلن فعلان
آپ کے اپنے پاؤن پڑتے ہین	خار صحرا قدم پکڑتے ہین
آتشین آہ ہے شرر افشان	پھول کیا پھلجھڑی سے جھڑتے ہین
ملکے وہ پھر نہین بگڑتے ہین	شب کو سرخاب زار لڑتے ہین
بوسے دیتے ہین خط کے غیر و نکو	زہر میرے لیے رگڑتے ہین
پہلوان اجل وہ ہے جس سے	رستم داستان بچھڑتے ہین
کیون گرین چشم سے نہ کودک اشک	دو گڑھے راستے مین پڑتے ہین
ہاتھ پاؤن کا دم نکلتا ہے	ساتھ کھیلے ہوئے بچھڑتے ہین
غیر صندل لگا رہے ہین وہان	ہم یہان ایڑیان رگڑتے ہین

کیون نہ رو رو کے [illegible] کو
نور دیدہ سے بچھڑتے ہین
[illegible] ابھی پاؤن ... دیکھو
فصل گرما ... پہلو

[illegible]

[illegible]

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مسبغ

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لیان

[illegible]

دل آبلہ ہو کے پھوٹتے ہین	گلکار انار چھوٹتے ہین
اندھیر مچار ہے ہین گیسو	شب گرد یہ دن کو لوٹتے ہین
ماتم زدہ ہم وہ کوہکن ہین	سر کین جو اسیر کوٹتے ہین
کاٹتے ہین زبان کو نکالے	چھالے نہین منہ سے پھوٹتے ہین
وہ کیا ہین خاکہ طوق گردن	بوبون تو گلے کو گھوٹتے ہین
ہین عہد شکست فاقہ مستی	روزے رمضا مین ٹوٹتے ہین
رونا یہ نصیب مین ہی ترقیم	لکھنے مین حروف پھوٹتے ہین
گھڑیال صفت وہ سینہ زن ہین	چھاتی جو مدام کوٹتے ہین
بنواتے ہین وہ خط عذارین	شمسین گمن سے چھوٹتے ہین

گھس جایے زبان برہمن شاد
یہ بت کہین منہ سے پھوٹتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان
لمی سنگین ہونگے بھی نہین رزق مقدر مین	خدا کیڑے کو برگ کاہ پہونچاتا ہی پتھر مین
ریاضی ان کیلیے کیا زمین پھر نیکے قائل ہین	مری سرگشتگی سے چرخ گردان بھی ہی چکر مین
مجھے جان باختہ ایسا کیا ہی عشقبازی نے	بتون گر زندہ بھی اٹر کر ہون سو بار چو سر مین

[illegible]

اک وہ شاعر ہون کہ سب کچھ ہین ہنر کچھ بھی نہین
بولتا مرغ سحر ہی نہ موذن شب ہجر
لامکان وہ ہون کہ مرنے پہ بھی قسمت مین مری
عقل کہتی ہی ادھر آ کہ ادھر سب کچھ ہی
حسرت و یاس سے معمور ہی غمخانۂ دل

اک مین بلبل ہون کہ سب کچھ ہون مگر کچھ بھی نہین
کان بجتے ہین نہ نوبت نہ گجر کچھ بھی نہین
خانۂ گور سوا گھر ہی نہ در کچھ بھی نہین
بخت ادھر کو لیے جاتا ہی جدھر کچھ بھی نہین
کون کہتا ہی یہ آباد نگر کچھ بھی نہین

جان جائیگی ابھی عشق بتان مین ای شاد
نڈر ایسا ہون نہ دہشت ہی نہ ڈر کچھ بھی نہین

بحر ہزج مثمن مسبغ

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

کباب سیخ ہین کب کروٹین لیکر سنبھلتے ہین
غزال چشم کب شمشیر ابرو سے دہلتے ہین
نمود خط سے کہتی ہی بہار حسن چلتے ہین
ہلاتے یہ نہین بازو دم پرواز ہین طائر
فریب حسن اسے کہتے ہین یہ بت وہ چھلاوہ ہین
مین وہ مایوس حسرت ہون نہین معلوم یہ جسکو
گنہ دھوتے ہین آنسو شرم عصیان سے جو روتا ہو

جل اوٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین
یہ آہو وہ ہین جو تلوار کے سائے مین پلتے ہین
جو کانٹے تنتنے بوسے ہین ای گلرو نکلتے ہین
اوڑینگے ایکدن دنیا سے اسیر ہاتھ ملتے ہین
نشانی دیکے چھلا عاشقون کے دلکو چھلتے ہین
مراد آتی ہی کیونکر کس طرح ارمان نکلتے ہین
کٹورے آنکھ کے اشک ندامت سے کھنکتے ہین

بحر خفیف مسدس مخبون

فاعلاتن مفاعلن فعلان

پتنگوں کو بھی دنیا مین نہ بے بغض و حسد پایا
مگر کجل الجھا اہر بھی کسی گریبان کی متی ہے
ازل سے پرورش پاتے ہین طفل اشک آنکھوں مین

فروغ شمع محفل دیکھکر پروانے جلتے ہین
لگاتے ہین جو سرمہ آنکھ مین آنسو نکلتے ہین
یتیم اللہ کی قدرت سے بے ماں باپ پلتے ہین

یہی دو کام ہین اے شاد اک درد جدائی مین
کلیجے کو کبھی ملتے کبھی دلکو مسلتے ہین

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف

مفعول فاع لات مفاعیل فاع لات

کم نیچے سے زلف سیہ یار کی نہین
کس گل کو اوس چمن مین دل آشفتگی نہین
غیرت کی گر ہوس ہے تو اپنا بھرم نہ کھو
نالہ کرے جرس خبر اہل سفر نہون
حوروں سے ہمکنار نہ پریونسے ہم بغل
کس طرح سادہ رو نہ کہین منہ صاف صاف
کس دن خلش ہوئی نہ کلیجے مین پھانس کی

رکھتی کسی کی بال برابر لگی نہین
غنچہ وہ کونسا ہے جسے بیکلی نہین
موتی کی آبرو ہے جو مٹھی کھلی نہین
فریاد بھی غریب کی سنتا کوئی نہین
کیا جی لگے لحد مین کوئی دل لگی نہین
دنیا مین عیب پوش کوئی آرسی نہین
مژگان نے کب جگر مین چبھوئی سوئی نہین

تنگی دہن لبون کی مسی نے بنا دیا
اے شاد نکتہ بین کو بھی یہ سوجھی نہین

زلف شبگون مین چاہیے ڈر گوش	رات کو سانپ من اوگلتے ہین
نالہ گرم ہین یہ پر تاثیر	شمع و موم سے پگھلتے ہین
کون سے دل مین داغ زلف نہین	شبگو گھر گھر چراغ جلتے ہین
سرفروشی سے ہی برومندی	کھیت تلوار کے ہین پھلتے ہین
شمع محفل کو ہوگیا سرسام	پنکھیان سب پتنگ جھلتے ہین
تو وہ پروردگار عالم ہی	در سلطان یتیم پلتے ہین
نیش زن سر مین ہی ہوائے مژہ	گو گھر و پاؤن مین نکلتے ہین

کوئی ای شاہ دستگیر نہین
رہ گئے پاؤن ہاتھ ملتے ہین

بحر متقارب مثمن محذوف	فعولن فعولن فعولن فعول
غم زلف سے جی ہی جنجال مین	سراپا پھنسا ہون لٹا جال مین
جما گندمی رنگ بازار حسن	کہ دانا ہی نایاب بنگال مین
یہ کس ترک نے جنبش ابرو کو دی	زمین تھرتھراتی ہی بھونچال مین
نگیون اوسکے گانے پہ ہم زہر کھائین	کہ ہر تال کا سم ہی ہرتال مین
حبابون سے بادی بدنیرہ نہ پھول	سمائی ہوائی ہی ہوا گھال مین

کیا عاشق نواز و نکو تھی یہ درد و محبت نے
ہمارے درد مند ہوتا ہے جب صندل رگڑتے ہین
ستارے ٹوٹتے ہین یا وہ دندان دکھاتے ہین
جو اپنی کنگھی کی شب صبح پری کے حسینون کی
نگین الماس کے یاقوت کی [illegible]
کہ لیلین دبا دیتے ہین وہ جسدم دردندان
ہمارا آشیانہ نہین پاتے [illegible] گلشن اور جڑتے ہین
جہان بیٹھے ہین [illegible] ہماری ہم قدمی سے
جو ہنس کر بات کرتے ہین وہ منہ سے پھول جھڑتے ہین
رولاتے شمع [illegible] جب بگڑتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان
بجا کر ہم تخیفون کو رقیبون سے بگڑتے ہین	کہین ساہی کا کانٹا نانگھ کر آئے ہین لڑتے ہین
چھڑاتے ہین وہ مستی تختۂ سوسن کو جڑتے ہین	وہ جبدم پان کھا کر تھوکتے ہین پھول جھڑتے ہین
سے چےگی ایکدن شادی صلت وہ بگڑتے ہین	چراغ شام فرقت سے ہمارے پھول جھڑتے ہین
نہ پوچھو حال ہم ماتم زدون کی نامرادی کا	وہ گورستان ہے دل ربا مع وہ حسین گڑتے ہین
پری کی زہ نشین کرتے ہین تصویر خیالی کو	مرقع یار کا ہم دلکے آئینے مین جڑتے ہین
ضعیفی ایکدن سے دہ ضرور انکو بنائیگی	جوانی کے بلو نیر تنکے جو سرکش اکڑتے ہین
وہ مجنون ہون جو لیتا ہون سنگ صحرا لوردی کا	قدم لیتا ہے ہر کانٹا چھوے پاؤن پڑتے ہین
تہی کرنیکو ہین قلب جگر آغوش پہلو کو	ہماری گود کے پالے ہوے ہمسے بچھڑتے ہین
سوا جسد رجہ سن ہوتا ہے عمر او سدرجہ گھٹتی ہے	یہ پتلے خاک کے جیسا کہ بنتے ہین بگڑتے ہین
اٹھ رہے ہین صدمے چھڑ کر یار سینہ قصد و نکو	دبی چوٹین ابھرتی ہین گڑے مردے اکھڑتے ہین

مرصع کیون غزل اپنی نہو اے شاد بیتہ تمہین
جو رکھتے لفظ رنگین ہین نگین خاتم پہ جڑتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان
سنا کر لاسخن کرتے ہین اسمل جب بگڑتے ہین	یہ بیت تیغ زبان سے صورت شمشیر لڑتے ہین

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

تہی دستی نے ایسا ہم کو عالم سے گرایا ہی
کسیکی آنکھ پر چڑہتے نہ نظروں مین سماتے ہین

نہ وبالا یہ ہین ای شاہ فرط بیقراری سے
ترٹپ کر جب اوٹھے پارے کی صورت بیٹھ جاتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

دکھا کر گردش آنکھونکی وہ جسدم راگ گاتے ہین
مرا دل پیسنے کو آسیا کے ساتھ گاتے ہین

لب جو بھر کے آہ سرد گرم آنسو بہاتے ہین
کہ ہم پانی سموتے ہین جو دریا مین نہاتے ہین

شب وصلت جو وہ افشان چھڑکتے ہین
سحر دم منہ اندھیری چھاؤنین تارونکی جاتے ہین

جہان مین نقش کب اہل جنون بیٹھ کھاتے ہین
پھپھولے پاؤن پڑتے ہین تو کانٹے سر اوٹھاتے ہین

نہ پوچھو جو مریض عشق کے دلپر گذرتی ہی
کچھ ایسی دم پہ بنتی ہی کہ عیسی دم چراتے ہین

تو وہ ہی گوہر یکتا جہان تو مسکراتا ہی
در غلطان ترے دانتونکے آگے منہ کی کھاتے ہین

جوانیکی شب آخر سو گئی وندانین جنبش ہین
رسیدہ صبح پیری ہی ستارے جھلملاتے ہین

نہ سرمہ مین نہ کاجل ہین چکیدہ اشک حسرت مین
نگاہونمین ٹھہرتے ہین آنکھونمین سماتے ہین

جگر پانی ہوا شاید الٰہی خیر ہو دل کی
بھرے آنکھونمین آنسو کو وکان اشک آتے ہین

یتیمون کی یہ منظور نظر راحت رسانی ہی
پلک جھپکا کے طفل اشک آنکھونمین سلاتے ہین

لب دریا جو گرتا ہون کچھ تیرے میرے پیر ونمین
حباب آسا او بھر کر آبلے آنکھین دکھاتے ہین

دام گیسو مین نہ زلفونکے پھنسا جالونمین ہمن
یہ رگ ریشے مین اپنی لاکھ جنجالون مین ہون

سرخرو ہون غم سے گو صد چاک دل والونمین ہمن
لعل گدڑی کا شال گل پھٹے حالونمین ہون

روسیاہی ای سیہ بختی ہوئی حاصل تو کیا
کاجل آنکھونکا کیسے ہون نہ تل گالونمین ہون

نام روشن کس طرح ہو ماہ کامل کی طرح
چاند بھی ہون تو سیہ کاریسی مین ہالونمین ہمن

گوش کر لیلی صدا دیتی ہی یہ تابوت سے
محملونمین ہون نہ ای مجنون نہ کھجاونمین ہمن

ناتوانی بھی کھٹکتی ہی مری وای نصیب
چشم مردم مین سمایا بھی تو پریالون مین ہون

کشتنی وہ ہون اگر یون چھلیونکا بھی جسم
سر ریدہ جب چھری چھیلونمین ہمن تالونمین ہون

عاشق کامل ہون خلقی مثل تار عنکبوت
رشتہ جانسے مین اپنے لاکھ جنجالونمین ہون

تیشہ فرہاد کی ای شاد وہ سر چوٹ ہی
ہر گھڑی سر پیٹتے گذرے جو گھڑیالونمین ہمن

بحر رمل مثمن مسبغ

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان

دور بیٹھن دور بینونکی نہ پرکالونمین ہون
دور سے لیکن تماشہ دیکھنے والونمین ہمن

گر پہ بلبل بھی ہون ہون وہ گرفتار نصیب
ٹکڑیونکی ہر روش الجھا ہوا جالونمین ہمن

لہرے جسکا نہ مارا زلف کہتی ہی یہی
جو جٹا دھاری بلا ہین مین انکا لونمین ہمن

مین وہ دانا ہون کہ مین گردش قسمت بچا گئے
سبحہ مین تسبیح مین سمرن مین یا مالونمین ہون

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

یہ آگے ول غنی والونکی زرداروںکی عزت ہے	کہ اشجار اشرفی کے کوڑیونکے مول لیتے ہین
جو شغل سرکشی کرتے ہین یاؤ سبزۂ خط مین	شراب ناب مین زہر ہلاہل گھول لیتے ہین
کمان ابرو کرین گر ختم جنگ تیر مژگان کو	کلیجہ آدل و یکر نیش غم کی اول لیتے ہین
جو کرتے دیدہ بازی ہین غضب کی بیحیائی ہے	مژہ کی چلمنین آنکھونکے پردے کھول لیتے ہین

نہ بلبل ہین نہ طوطی ہین ہم ای شاداں مانیین
زبان میر آ دوے شعلا بول لیتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

گل و بلبل کی صورت عقدۂ دل کھول لیتے ہین	جوانان چمن سے دو گھڑی ہنس بول لیتے ہین
جو موتی کی طرح اشک امت ول لیتے ہین	سمجھتے ہین کہ دُر بے بہا انمول لیتے ہین
ستارون مین بجا غیرونکے آگے بول لیتے ہین	نہان ہر سازکے پردہ مین ہمسے بول لیتے ہین
تماشا ہو کرین گر عیب پوشی نالۂ دل بھی	کہ بازی گر نظر بندی کی خاطر ڈھول لیتے ہین
خراب اس ورین آئے بردوارون کی مٹی ہے	کہ جو تا موتیونکا کوڑیونکے مول لیتے ہین
منو خط پہ دم چھڑکے تو مرغ جان پریدہ ہو	کہو تر تیشتر سے بازو و ناولوں لیتے ہین
اگر سونا چھوئین ہو جائے مٹی بدنصیبی سے	چنین اکسیر و پارس خاک پتھر رول لیتے ہین
مفر خوشدلی ہوگی کرین تاثیر تو نالے	شگون شادی کا ضیان گر بجا ڈھول لیتے ہین

بحر مجتث

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع مسبغ

فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

داغ ہوتا ہے جو پروانہ کوئی جلتا ہی	شمع روتی ہی تو آنسو مرے بھر آتے ہین
ای ید اللہ گرا چشم جہان سے مددے	تھامیے ہاتھ کہ پاؤن مرے تھراتے ہین
آمد و شد ہی یہ ہستی سے عدم والون کی	لوگ جیسے ادھر آتے ہین او دھر جاتے ہین
صورت جسم نبی ہی یہ حیا دامنگیر	سایۂ کے سامنے آتے ہوئے شرماتے ہین
مژدہ ای موت کہ گردش مین اجل یاد آئی	رخصت ای دشت نوردی ہو کہ گھبراتے ہین

سخن گرم وہ سن جائین ہمارے ای شاد
آتش رشک سے سینے مین جو پڑتے ہین

بحر رمل مثمن محذوف مسبغ	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان
تن مین جان گرم رو اک آن کیا ہی کچھ نہین	دم کے دم مثل شرر مہمان کیا ہی کچھ نہین
قابض جان ہی مسیحا عشق کے بیمار کا	درد دل کا چارہ اجل درمان کیا ہی کچھ نہین
پاؤن کیا وہ کشتنی ہون جادہ مقتل تو نہین	طی کرون جو سر سے یہ میدان کیا ہی کچھ نہین
نقد دل تک دیچکے تمکو ہمارے پاس اب	دلکی کوڑی کے سوا ایجان کیا ہی کچھ نہین
تیغ کتابی پنڈ تو پوچھتی ہو بے زیر و زبر	مصحف روئے بتان قرآن کیا ہی کچھ نہین
ہون وہ تر دامن مری تر دامنی کے سامنے	چادر دریا کا تر دامان کیا ہی کچھ نہین
قتل عاشق پر کمر باندھے ہو خنجر ہو نہ تیغ	سب تو ہی پر قتل کا سامان کیا ہی کچھ نہین

جو مر دین ہین وہ نہین آن بان رکھتے ہین
تم زمین پہ نہین آسمان رکھتے ہین
ہم کو خون کی تفسیری خاکساری سے
ضعیف لاغر ہین پر دل جوان رکھتے ہین
جہان وحشت مین مدام ہم رہی مین
کہ چشم تر ہماری یہ ویران رکھتے ہین
عذار یار کے عرق اشک حسرت کی

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمیشہ آنسو نکو دیکھ کر مسکرا چلتے ہین
ہم جا بجا ہی ہم دریا جو دونو وقت چلتے ہین
ہوا سے بال زلفون کے رخ جانان پر ہم چلتے ہین
دل بیمار و چشم کو دو دو وقت چلتے ہین
پیا جاتا ہی ساتھ تیغ کو سے قاتل ہین

تصویر مری ہی عکس ترا تو اور نہین مین اور نہین	گر غور تو اپنے دل مین کر تو اور نہین مین اور نہین
وحدت مین دوئی کا ذکر ہی کیا تو اور نہین مین اور نہین	ہون چشم دو بین مین لاکھ دو تا تو اور نہین مین اور نہین
تسبیح سے بجدم فخر کیا و انو مین ہین ڈور دیکھو دکھا	زنار نے اس رشتے سے کہا تو اور نہین مین اور نہین
آواز تری میری ہی صدا ہا ورجو نہین قول مرا	ایجان کنوئین مین بول ذرا تو اور نہین مین اور نہین
اس باغ مین تو اے برگ حنا ہنسنے پہ مرے زخمون کے جا	رونے مین لہو خندان ہو ن تو کیا تو اور نہین مین اور نہین
گردیدۂ وحدت بین پایا تو تو بین مین کرتا نہ صدا	جبریل خدا سے یہ کہتا تو اور نہین مین اور نہین
شوخی کی نہ لے تو لعل ذرا تقدیر نے گو پتھر ہے کیا	پر اصل مین ہین ہم سنگ ترا تو اور نہین مین اور نہین
ہر ایک چلا ہر پیش بہا چمکا تو یہ پتھر کہنے لگا	جو سنگ ترا وہ سنگ مرا تو اور نہین مین اور نہین

اے شاہ مرا تیلا جو بنا آل آتش و خاک و آب ہوا
ہر چار عناصر نے یہ کہا تو اور نہین مین اور نہین

بحر مجتث مخبون مقطوع مسبغ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان
یہ بند مردہ دلی سے زبان رکھتے ہین	کرین جو بات ہم اتنی بھی جان رکھتے ہین
دہن مین غنچے کی صورت لسان رکھتے ہین	یہ بت زبان کے نیچے زبان رکھتے ہین
حیا کے غیر سے کیا خاک مین کرون باتین	پلنگ یار کے سونے کے کان رکھتے ہین
خرید لے جو ستمگر ہو جان کا گاہک	وہ دلفروش ہین اٹھا ریل دوکان رکھتے ہین

بحر مجتث مخبون مقطوع مسبغ

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان

[illegible]

قطعہ

[illegible]

عشق باز زمانہ سے جلتے ہین	سب مرے سامنے کے انتے ہین
عطر فتنے کا ملکے حشر خرام	روز اوٹھاتے ہزار فتنے ہین
سر جھکائے ہین کھینچے ہین تلوار	ہم بھی دیکھین کہ آپ کتنے ہین
رو کعبہ ہین پر ہین رب کنشت	اب بھی تا م خدائت اتنے ہین
بند آنکھین کیے ہین اہل قبور	بیخبر سو رہے ہین جتنے ہین
اسقدر ہے وہ شوخ گرما گرم	بس سے دوزخ کے سر فتنے ہین

ولمین لاکھون بھرے ہین گن اوشاہ
دیکھتے ہین غریب کتنے ہین

بحر خفیف مخبون مقطوع مسبغ	فاعلاتن مفاعلن فعلان
یہ صنم بھی مشکور کتنے ہین	بت بنے سن رسیدہ ہین جتنے ہین
صبح پیری ہے غافلان جہان	خواب خرگوش مین ہین جتنے ہین
موج در موج ہے تباہی مین	دم بخود ہین حباب جتنے ہین
بوے گل ہو کہ نکہت مل ہو	خانہ برباد ہین یہ جتنے ہین
طرفہ قاتل ہے جسکے مو رو ملخ	بے چھری ہین حلال جتنے ہین
خوشنوا یہ ہے نالہ بلبل	ہمہ تن گوش گل ہین جتنے ہین

بحر خفیف مخبون مقطوع مسبغ

فاعلاتن مفاعلن فعلان

[illegible]

دکھاتے اولٹی آنکھیں ہیں یہ یدکی صفائی ہی — چراتے دل ہیں وزدیدہ نگاہوں سے بگڑتے ہیں

مرا غسل و کفن ہی یہ رقیبونکے دکھانے کو — نئے کپڑے پہنتے ہیں نہا دھو کر سنورتے ہیں

نہ پوچھو سستی طالع تڑپکر بھی جو اوٹھتا ہون — تبھلے درد دیتا ہی اگر چھالے ومجھر ہین

وہ عریانی سے ہم اہل جنون تیغ برہنہ ہین — نہ رسوائی کی وحشت ہی نہ بدنامی سے ڈرتے ہین

ہلاکو سے نہین کم نفس کش ہین ہی اپنے مذہب ہین — کہ لاکھون خواہش ہم لکا یہ ظالم خون کرتے ہین

جوانان جہان تنتے تھے جو اے شاہ و پیر ہین

ہمارے وانو نیر پہ ضعف کتا ہی پستر ہین

بحر رمل مثمن مقصور — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

مرغ جان خلقی ہی دام زلف کے جنجال مین — ہم پھنسے روز ازل سے ہین گونکے جال مین

زلف دکھلاتا رقیبونکو ہی عشق خال مین — آج کچھ کالا نظر آتا ہی ہمکو دال مین

کنکری پھینکی جو عین وصل مین بھاگا رقیب — تاک کر ڈھیلا لگایا چھند سے کر یال مین

ماہ کنعان کا گمان روح زلیخا کو ہوا — حسن یوسف جب ملاے اوس مہ کے گورے گال مین

اس چمن مین وہ سیاہی ہون سیہ بختی نصیب — سور چے سے پھول تک کالے ہین جسکی ڈھال مین

نازنین وہ ہی بل جب لف گھونگر کی طرح — سیکڑون بل پڑ گئے نازک کمر کے بال مین

سینہ کوبی کا تماشہ ہی جو منظور نظر — موگری اک بت لگا کر دیکھیے گھڑیال مین

مدد ای دست جنون پیرہن گل کی طرح
یہ پھٹے جامۂ اصلی کہ سلا ہی نہ سکون

یا الٰہی شب وصلت جو کہے جانے کو
پاؤن سو جائین یہ وہ سکے کہ جگا ہی نہ سکون

مین وہ غمخوار ہون غم آنکھ کی پتلی کا تری
دانۂ خال نہین ہی کہ جو کھا ہی نہ سکون

حسن محفل ہی تو ہونے دو اوسی خلوت مین
بند قلیان نہین ہے جو بلا ہی نہ سکون

صفت سایہ وہ اک جان دو قالب ہین نہین
دور ہو لاکھ کبھی پاس سے جا ہی نہ سکون

نظر افتادہ وہ ہون اشک چکیدہ کیطرح
گرون آنکھون سے تو قطرون مین سما ہی نہ سکون

ای کماندار جو تو مجھکو بلاتے سو بار
تیر جستہ مین نہین ہون کہ پھر آ ہی سکون

ای صنم تو جو نہ مانع ہو تری محفل سے
غیر کیا ناز ترا ہی کہ اوٹھا ہی نہ سکون

نہ سہی صفت ہن بال تو سلجھانے دو
زلف کچھ بات نہین ہی جو بنا ہی نہ سکون

کھاؤن سوگند پہ سو قسم ای بت تیری
قسمیہ بھی جو مین کھاؤن کبھی کھا ہی سکون

طعنۂ غیر سے ای ضعف جو بیٹھے دل زار
بات وہ بار گران ہو کہ اوٹھا ہی نہ سکون

کیا تماشا ہی کہ نظرون مین ہی لیکن ای شاد
قرب شہرگ بھی جو ڈھونڈھون اوسے پا ہی سکون

بحر رمل مثمن مخبون مقصور
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

قسمت بد سے وہ روٹھے تو منا ہی سکون
کل نصیبونکی جو بگڑے تو بنا ہی نہ سکون

دل سے نزدیک در سے بیٹھے ہین
دور خاطر سے پرے بیٹھے ہین

اوس خضر خط کو اگر حال جدائی لکھون	جو ٹرحرفون کے ملاؤن تو ملاہی نہ سکون
ناشنو گوش بتان ہین یہ گران گوشی سے	حال دل لاکھ سناؤن تو سنا ہی نہ سکون
بد واے ضعف وہ زانو پہ جو اپنے رکھے	سر غشی سے جو اوٹھاؤن تو اوٹھا ہی نہ سکون
بے حجابی یہ بڑھی ہی صفت نکہت گل	لاکھ پردون مین چھپے بھی تو چھپا ہی نہ سکون
تشنہ کامی سے رہین زخم جگر منہ کھولے	پیاس تلوار کے پانی سے بجھا ہی نہ سکون
تو جو تلوار لگاکے تو مرنے سے لیکے	زخم کیا تیری قسم ہی کہ جو کھا ہی نہ سکون
محو داغ خط رخسار کا ہونا ہی محال	مر مٹون پر خط تقدیر مٹا ہی نہ سکون
تھین منصف ہو تو ہاتھ برہمن دیکھے	اور میں پاؤن دباؤن تو دبا ہی نہ سکون
لاکھ نالان ہون پر اوس بت کی گران گوشی سے	جو نہون سنکے بھی فریاد سنا ہی نہ سکون
عمر اگر روز قیامت سے بھی طولانی ہو	پر شب ہجر گھٹاؤن تو گھٹا ہی نہ سکون

یہ ردی وہ ہی کہ مطلع تو ہوے عیب ہی شاد
مگر ابیات کو ایطا سے بچا ہی نہ سکون

بحر رمل مسدس مخبون مقطوع مسبغ	فاعلاتن فعلاتن فعلان
دم بخود ہم تو ڈرے بیٹھے ہین	وہ حیاؤن سے بھرے بیٹھے ہین
قتل ہونے پہ مرے بیٹھے ہین	سر ہتھیلی پہ دھرے بیٹھے ہین

بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقصور

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

وہ تیلیونکے ہین تل جن تلونمین تیل نہین
کمر جہاد پہ باندھے ہین یہ وضو کے لیے

وہ دل جلا ہون مرے پر بھی استخوان جسکے
وہ زار ہین کہ مثال شکستہ موے مژہ

یہ خال رخ ہین جو دل خال سے لگاتے ہین
صفین اولٹتی ہین جب آستین چڑھاتے ہین

دیا سلائی بنا کے حسین جلاتے ہین
نظر سے گرتے ہین گر آنکھ مین سماتے ہین

شب وصال یہ ضد ہی ہوئی ہے شام او شاد
کہ نوبت سحری نوبتی بجاتے ہین

بحر ہزج مثمن مسبغ

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

جنون ہو خانہ داری مین پرندونکو بھی سننے ہین
چھدا کے کان جب بالیان پہنی ہین ہین

یہ گرما گرم ہے وہ بر قوش آتش کا پرکالہ
خدا جانے یہ کیونکر رخت تن تیار ہوتا ہی

ہمین بھی وہ چھری یکر کرے اخل شہید و تمنیٰ
یہ سوز آتش غم ہے جو خون آنکھون سے روتا ہون

مکان سمجھے ہین جسدم کشتگان تیغ ابرو کے
غرور حسن سے یہ نا شنو ہین اک برہمن کیا

بناتے ہین جو طائر آشیانہ تنکے چنتے ہین
جیونی بالے پہنکے ونکے اتنک تنکے چنتے ہین

کہ جسکے ہاتھ سے بے آگ چہرہ دار بھنتے ہین
جلا ہے جامہ اصلی کو تننے ہین نہ بُنتے ہین

اسی مسجد مین مثال مرغ بسمل سر کو دھنتے ہین
مژہ پر پارۂ دل جون کباب سیخ بھنتے ہین

سرونکو بدلے گلدستو نکے دیوار و تیہ چنتے ہین
نہ وناقوس چلاتے ہین یہ بت کسکی سنتے ہین

بحر مضارع اخرب مکفوف مسبغ

مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتان

طفلی سے جوش سودا اپنی مرادِ دل ہے — طوق گلو گلے مین منت کی ہنسلیان ہین
مژگان تر پہ اوسکے آنسو جمے نہین ہین — پھولی یہ ننھی نرگس کی ڈالیان ہین
گلگون قبا کھون کیا اوس غیرت چمن کو — مسکی ہوئی گلونکی سوجا سے چولیان ہین
مر کر بھی بیخ جان کی ممکن نہین رہائی — صیاد نے لگائی مرقد پہ جالیان ہین
دلچسپ اسقدر ہے یہ دام کفِ حنائی — یا بند دست رنگین بازو کی مچھلیان ہین
ہر بات مین حلاوت قند و نبات کی ہے — شیرین لبونکی میٹھی شکر سی گالیان ہین
اللہ ری بجائے عاشق کا خرمن دل — سرگوش اوس صنم سے کانونکی بجلیان ہین
دلبر وہ جو فروشِ گندم نما نہ کیون ہو — کہتے ہین جان آدم گیہونکی بالیان ہین
مجنون بنیوا ہون تمغہ ہے بینوائی — بیراگی آہ کی ہے اشکون کی سیلیان ہین

باقی ہے نزع مین بھی جوش جنون یہ اے شاد
پتھرا رہی ہماری آنکھون کی پتلیان ہین

بحر مضارع مثمن مکفوف مسبغ	مفعول فاع لات مفعول فاع لیان
یہ فندقی تمھاری ایجان جو انگلیان ہین	کس بیگنہ کے خون مین کیسے ڈبولیان ہین
جس شرمگین بتونکی آنکھو نمین پتلیان ہین	آنکھو نمین ہین وہ لیکن آنکھین ترستیان ہین
مانا کہ سب حسینون مین پیارے بھلائیان ہین	یونہی سہی ہمین مین ساری برائیان ہین

مخمس

بحر رمل مثمن مخبون
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بہر خونریزی مرہ خنجر ہین میری جان کو

چاہیے سامان کیا فرعون کے سامان کو

بقفنے روزن ہین برقعہ رخ مین	اوتنی آنکھین لگی ہین جالی مین
جو لبہاتی ہی دل وہ چشم سیاہ	سوہنی یہ کہان ہی کالی مین
داغ سوزان چراغ روشن ہین	جل رہے ہین ویسے دوالی مین
شاہ اک بادشاہ رکھتا تھا	ید طولا فراغ بالی مین

قطعہ

وہ سکندر جہان سے لیکے گیا
کف افسوس دست خالی مین

ردیف واو

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
مقابل جیسے خوش چشمون کے ہی تو	ہرن آئے تری آنکھو نکے آگو
جگر کے زخم شاید پر نمک ہین	سلونے ہین جو مجھ گریا کے آنسو
لہو کے گھونٹ ہم پیتے ہین یارب	گلے مین آب خنجر ہو نہ اچھو
یہ سچ ہی ڈوب مرنیکو بہت ہی	حیا دارون کو پانی ایک چلو
مرے رونے سے ہی یہ عالم آب	فلک پھے ماساک ہمین ہی تاپو
ہوا ہے عشق کی جانسوز ایسی	ہوا ٹھنڈا وہ یہ جب سے لگی لو
یہ کملی ون وو پہرے ڈالتے ہین	بلا کے گیسوون ڈالے ہین ڈاکو

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کس بھلاوے پر ہے مین بھو رنگ بو جہان مین	کھولدینا چاہیے بلبل گلو سنکے کان کو
آئے تھے تنہا عدم سے ای فلک ہم نامراد	ساتھ لیجائینگے دنیا سے ہزار ارمان کو
منزلت مین اہلبیت و منزل قرآن ہی ایک	منکر آل نبی سمجھین گے کیا حق آن کو

پاون بھی جو کاٹ کر بیٹھون وہ سرگردان ہین شاد کو
ہاتھ سے جسپر نہ دون مثل قلم میدان کو

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

فلک شرمائے گردش مین سراسر ہو تو ایسا ہو	تجمل پرکار ہو پاؤن مین چکر ہو تو ایسا ہو
کرے چو رنگ چارا بروے دلبر ہو تو ایسا ہو	ہر اک برچھی چھری یا بانک جدھر ہو تو ایسا ہو
کڑی چوٹین اٹھائیں سیکڑون سنگ جفا اوت کی	کلیجہ سخت جانی سے جو پتھر ہو تو ایسا ہو
نہین ممکن جو پتلی سا سماؤن چشم مردم مین	مگر ہان تل سیہ کاری سمٹ کر ہو تو ایسا ہو
نگین عشق بتان ہی جس طرح قلب حزین مین	دل اصنام مین یارب مرا گھر ہو تو ایسا ہو
محو ہو جس طرح یوسف ہوے وصل زلیخا سے	بتون کے عشق مین اللہ کا ڈر ہو تو ایسا ہو
کٹوری دیدہ پرنم سے چھلکین بہجر ساقی مین	بھرا خون جگر سے دل کا کٹر ہو تو ایسا ہو
حیا ہون سے وبال جان جو سمجھے دل کی ہستی کو	او سے بے یار کے جینا جو دوبھر ہو تو ایسا ہو

فقیر اللہ کے ای شاد مرجائین نہ سائل ہون

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

اب پوچھئے ای شاد ہو جوگی ہوے کب سے
مدت ہوئی چہرے پہ ہمین خاک ملے کو

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
دکھاوو گر مژہ مجھ منچلے کو	ابھی رکھدون نہ خنجر سے گلے کو
نہ اس پہلو نہ اوس پہلو مین دل ہی	کہان پاؤن مین گود یکے پلے کو
لہو روتے مجھے اتنی ہوئی دیر	تھین جتنی ہوئی منھدی ملے کو
ابھی سمرن تری وردِ زبان تھی	کوئی دم پھر ہوا منکا ڈھلے کو
جدا بالکل نہ کر گردن کا ڈورا	ذرا تسمہ لگا رکھ پر تلے کو
ہوئی حاصل محمد کی شفاعت	برے اعمال تھے تیرے بھلے کو
ہوی انگشت جب سے زان کھلا حال	جلانے کو بجھاتے ہین جلے کو
وہ دوانا ہون جیسے ہر آسیا نے	بنا کر دال پھر پیسا دلے کو

مژہ پر لخت دل یاد آ گئی شاد
جہان دیکھا شجر پھولے پھلے کو

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف	مفعول مفاعلن فعولن
دل مردم چشم سرمہ سا ہو	کالی کا مقام کالکا ہو

غم نہین محفل جانان مین نہین صدر نشین	اوسنے سینے مین تو جا دی ہی مرے کینے کو
ای صنم تجکو جو پہونچا وہ خدا کو پہونچا	زینۂ عرش سمجھتا ہون ترے زینے کو
شال شاہی سے زیادہ ہی مجھے کملیے فقر	جا نتا پشم برابر ہون مین پشمینے کو

ہم وہ حاتم ہین کہ جو صورت قارون ای شاہ
ساتھ لیجائینگے زر بانٹ کے گنجینے کو

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
بوسے دے وہ حسن کی جب گرمی بازار ہو	دلفروشو چاہیے ایسا نہ بیوپار ہو
ہم فقیر مست ہین ساقی ہو یا خمار ہو	کشتی می جو ہمین دے اوسکا بیڑا پار ہو
وہ صنم شیرین ادائی سے جو قربانی کرے	گھونٹ شربت کے مجھے میٹھی چھری کی دھار ہو
محو قامت کیون نہون ای سرو سر سبز رکھو	قمریون کے نیلگون گنڈا گلے کا ہار ہو
اپنے جیب سے مرے پر بھی نہ ظالم باز آئین	خاک جلادون کے ابرو کی گلے تلوار ہو
ضبط گر دل سے ہو دم بھر ابھی ہر تیر آہ	توڑ کر سا تون توے گردون کے چلّے پار ہو

وصل کا طالب تو کیا ہون بس خوبی سے شاہ
خال کا بوسہ جو مانگون خال سے گھر بار ہو

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اشک خون دیدۂ ناسور رسی کی طرح — زخم خندان مجھے ہنس ہنس کے ہین رلوانے کو

دون نوازی یہ تری لطف فلک دون پرور — ہنس موتی چگے ترے لبشرا کی دانے کو

چاہیے دست جنون تازہ خراش ناخن — رویش سبزہ مرے زخم ہین مجھے چھانے کو

دستداروں نے کیا اول منزل آخر — حد کے پار آئے لحد تک مجھے پہونچانے کو

عوض اشک بہاؤن ہین لہو آنکھوں سے — زخم خندان سے جنون جھجن ہیحر روانے کو

دفن میت کے لیے گرد ملال خاطر — عرق شرم ہی کافی مرے نہلانے کو

چھوڑے بادہ کشو چاہیے گلشن گلشن — چھاونی سی ہی گلستان مین گھٹا چھانے کو

چشم پوشون سے رہون شاد مین کیا آئینہ دار
منھ یہ کاتا نہین کتا ہی کوئی کاٹنے کو

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن	بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
دہن تنگ مین جا ہو جو قسم کھانے کو	لاسخن کہکے مکر جائین مکر جانے کو
گولے جوبن کہ اوٹھاؤ نہین قسم کھانے کو	سلیخ کو آنچ ہی کیا ہے جو وہ مجھسے گذر
خونکی بوند نہین لبمین قسم کھانے کو	یہ لب خشک ہوا ہی غم فندق کے سوا
اوس طرف ساری خدائی ہو قسم کھانے کو	حشر مین کون مرے خونکی گواہی دیگا
مے کے پینے کی ہون بے یار قسم کھانے کو	چاہیے بادہ کشی ساقی گلفام کے ساتھ

غیر اوسکے جو ہو گلے کا ہار
بجنگی مکان ہو جیتے جی
دل پہ درد یون ہو پہلو مین
کیا لطافت ہو زخم مین کھاؤن
گر یہی ضعف ہو عجب کیا ہو

میری گردن مین کنٹھ مالا ہو
ہڈّی ہڈّی مرے پہ چونا ہو
جیسے کوئی بغل مین پھوڑا ہو
اور قاتل کا ہاتھ چھوٹا ہو
جامۂ جسم گھٹ کے بیٹا ہو

نوش پے نیش کے نہین او مشتاق
لب پہ چھالا دہن مین کانٹا ہو

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

تیغ وہ کھینچے ہو میخوار و تحمل کر دیکھ لو
دید کے قابل تماشا ہے لحد ہی غافلو
مرتے ہی کس بل نکل جائینگے گر باور نہو
قبر پہ شاہو کوئی کل دیگا جھاڑو بھی نہین
سیکڑون کشتہ ہون لاکھون قتل ہون ہنگام جنگ
دید بازو گر تجھین خالق سنی کی آنکھ دے
ہٹ گئے سے یار اگر ہو شہرے امو اشک رواں

سر بکف ہے سیر مثل جام چھلکر دیکھ لو
نیند مین کیا ہو ذرا آنکھون کو ملکر دیکھ لو
یا نکو ترچھو گور کے سانچے مین ڈھلکر دیکھ لو
مور چھل بال ہما کے آج جھل کر دیکھ لو
گر او لٹتی ہین صفین تیوری بدل کر دیکھ لو
سوز پروانہ مثال شمع جلکر دیکھ لو
گوشۂ دامن مین طفلانہ مچلکر دیکھ لو

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

زلف سیہ کے مجرم ہین	کالے پانی بھجوا دو
یہ جائینگے مثل حباب	چھوٹتے دل کا چھالا دو
مشرک کیا ہو وحدت مین	ایک کو دیکھے جھٹکا دو
گھر مین بلا کے قتل کرو	دروازے مین تیغا دو
ہمپہ کھلا ہی راز کمر	اور کسیکو دھوکا دو
چاہیے ہمکو غسل و کفن	کپڑے بدلین نہلا دو
گل کھا کھا کر دی ہی جان	قبر مین سیدھی چھلا دو

تربت واعظ تک چلو شاد
چھوٹے کو حد تک پہونچا دو

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
جو قیس آئے جنون مین رہبری کو	کہون چل راستے بڑھ گلی کو
جلا کر بھی کیا ٹھنڈا اسی کو	لگے آگ اس مرے دل کی لگی کو
غبار آیا جو اوس آئینہ رو سے	دکھاؤن گا مین کیا منھ ارسی کو
وہ جلا وا نتھا کا یدگمان ہی	نہ مجھ زخمی کو سونپو چارہ زی کو
لہو روتا ہی او سپر بھی ہی خندان	نہ ہنس کم زخم سا دیکھا کسی کو

ہزاروں خوبرو وہ ہین کہ صدقے لالہ جنپر ہو
تری تلوار کا قاتل وہ طوفان خیز پانی ہو
نصیبوں مین جو ہو موتی بنے ہر قطرہ پانی کا
وہ سوزان ہون جو وہ دل نکالون داغ گیسو مین
نہ دل ہو کا مکان ہو خواہشوں کے مردہ ہونے سے
لہو روؤن جو اوسکے قتل کا بیڑا اوٹھاتے ہین
مری آغوش مین بھی اس طرح مجھسے گریزان ہو
خدا محفوظ رکھے ہر بلائے زلف پیچان سے
یہ ضبط آتش غم شمعسان ہو دلکو فرقت مین

نہین اک ڈال کے ٹوٹے ہو گیا اوگل تر ہو
کمر سے بار ٹھ ایسی ہو گلے تک دم مین چھکر ہو
جو قسمت مین نہو اکسیر پارس خاک پتھر ہو
فلک غبارہ بنجائے اگر ہو نکا دھوان بھرکر
تہی محفل ہو جیسے یا کوئی خالی بھرا گھر ہو
گلوری پارۂ دل ہو مژہ پانوں کا جھومر ہو
نگہ جیسے نکل کر آنکھ کے حلقے سے باہر ہو
یہ اعجی وہ ہو جسپر کارگر افسون نہ منتر ہو
سراپا حل کہیون جب بھی مرا سیلانہ تیور ہو

مرون محتاجی زر سے تو مین اے شاہ جی جاکر
جہان کی زرد روئی سے یہ بہتر ہو کہ کافور ہو

بحر ہزج مسدس اخرب مکفوف محذوف	مفعول مفاعلن فعولن
نظرون سے گلون کی نوچنا لو	شبنم کی طرح گرا سنبھالو
تا نورِ سر کشی نکالو	پگڑی مہ و مہر کی اوچھالو
صیاد خفا ہو بلبل و کبک	خاموش رہو نہ بولو چالو

قطعہ

مخمس

جاتے دو واب اپنے قافلے والو

بحر ہزج مسدس اخرب مکفوف محذوف
مفعول مفاعلن فعولن

جان پردہ نشین ہو مرنے والو
نکلے تو کفن سے منہ چھپا لو

کون آبلہ پا ہوا ہو پامال
دو سنگ جو جگر چوٹ پہ چوٹ کیجالو
آواز قفس تشنہ کامی
باقی نہ رہے کا دم سرالو
اس غنچے کی بلبل نالہ زن
اے فان چمن زبان سنبھالو
کیا کام طبیعت رفو جنون سے
اے حضرت خضر راستہ لو

ہم تم تہ خاک ہیں برابر	کچھ مال نہیں ہو مال والو

زلفین جو بلا سے جان ہر اے شاہو
تم سبزۂ خط پہ زہر کھالو

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف	مفعول مفاعلن فعولن
رونا عصیان پہ ہو تو رولو	بہتے دریا میں ہاتھ دھو لو
نیکی و بدی کا اس چمن میں	بوتا ہے جو کوئی تخم بو لو
مرجاؤ مگر کسی بشر کا	اے پردہ در رونہ غیب کھولو
کیا اصل متاع جان و ایمان	حاضر ہوں دل و جگر سے جو لو
اے ساکن کشور خموشان	کیوں چپکے پڑے ہو منہ سے بولو
اللہ اگر شکر لبی دے	شیرین سخنی سے قند گھولو
بیدم ہوں مثال نقش تصویر	باور نہو پال و پر ٹٹولو
رستے ہی میں ہے مزار عاشق	جاؤ جو ادھر ادھر بھی ہولو

اے شاہ بہا کے گوہر اشک
دامن میں در مراد رولو

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

ردیف ہاے ہوز

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور

مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

نامرادی دید کے قابل ہو اوس ناکام کی
جان سے عاری ہو مرنے کا جسے ارمان ہو

نکل گیا دیکھا جو رنگ اشرفی چہرہ دار
خواہش زر سے جہان مین زرد رو انسان ہو

دل کرے میرا پئے گر خون نہ پیکان خدنگ
میزبان غم کھائے فاقے سے اگر مہمان ہو

آسمان راحت بھی دے پر گردش قسمت بچا
پاؤن سو جائین تو سر پھرنے لگے حیران ہو

خشک ایسا ہو گیا ہون داغ فندق کے سوا
خون کا قطرہ بھی جو دل مین مرے ایجان ہو

یہ دعا ای شاد ہو نکلے جو دشواری سے دم
یا مرے مشکلکشا مشکل مری آسان ہو

بحر رمل مسدس محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اہل ایمان سی نہ کافر سی کہو
ای بتو لب کس خدا لگتی کہو

گر ملین یاران رفتہ پوچھیے
مرگئے پر کس طرح گذری کہو

پائمال عشق مین کیونکر کٹی
کوہکن سے سرگذشت اپنی کہو

چشم تر پر دجلۂ و جیحون مین کیا
ابر سی چھا جائے جو بیتی کہو

شمع و پروانہ جو پوچھین سوز عشق
اپنی بیتی یا مری بیتی کہو

پیٹ پیچھے بد کہو ای آئینو
روبرو اوسکے منہ دیکھی کہو

قطعہ

منہ لپیٹے گوشۂ مرقد مین شاد
کیون پڑے چپ ہو ہو کیا ای کہو

ساده روئی پہ کیا ناز جو مغروروں نے	نیک بد آئینے نے منھ پہ کہا کیا کیا کچھ
جلد وستی پہ تری صانع قدرت ہون نثار	ایک کُن کہتے ہی فی الفور بنا کیا کیا کچھ
پاکدامن ہی رہے ساقی کوثر کے حضور	دختر رز سے ہمین عیب لگا کیا کیا کچھ
ایک مین کیا ہون ترے ہاتھ سے اے دیدۂ تر	حضرت نوح پہ طوفان بندھا کیا کیا کچھ
واے تقدیر کہ اک حرف نہین پڑھ سکتے	خط قسمت مین ہمارے ہی لکھا کیا کیا کچھ
ہون وہ غافل نہ دم فتنۂ محشر چونکا	شور و غوغا مری بالین پہ ہوا کیا کیا کچھ
خاک برباد تھی جب تھی نہ یہ مٹی برباد	آدمی بنکے غم و رنج سہا کیا کیا کچھ
گل کو زر سیپ کو دُر سنگ کو لعل و یاقوت	اک ہمین کچھ نہ ملا سب کو ملا کیا کیا کچھ

غم نہین شاد جو ہے عیب وہی ہیتو نہین
دیکھ دیوان تو ہے کہا کیا کیا کچھ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لات
پائے گا ہر طرح نہ وہ سائل بڑھا کے ہاتھ	دینے کے اے گدا ہین ہزارون خدا کے ہاتھ
دیتا ہون دل تو رہزنو نکو دکھا کے ہاتھ	عشق بتان مین ہے مری عزت خدا کے ہاتھ
روشن کرے وہ دست حنائی شفق مثال	جسنے بنا دیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
نعمات جنتی یہ غذا اے لطیف ہے	دھوے کوئی نہ داغ غم جو رکھا کے ہاتھ

بحر خفیف مخبون محذوف
فاعلاتن مفاعلن فعلن

ردیف یائے تحتانی

بحر رمل مثمن مخبون

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

یہی ہے وقت ید اللہ دستگیری کا
تلفات وہ بھی نہ کرتے جگر تشنگی کو
نصیب دانہ نہو تا وظیفہ خواری کو
تلاش یار میں چل پھر کے ولکو بہلاتے
وہ دست پاک جو بڑھتے مصافحہ کے لیے

رقیب پاؤں دبلتے ہیں ہم ہیں ملتے ہاتھ
ہزار یا کی طرح گرمرے نکلتے ہاتھ
وہ تنگدست ہوں انونسے بھی جو چلتے ہاتھ
ہمارے پاے شکستہ اگر نکلتے ہاتھ
مثال برق طپان لیجئے کا وچھلتے ہاتھ

دفور لغزش پاکیا بیان کروں اے ستاو
یہ رعشہ ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتے ہاتھ

بحر خفیف مخبون مقطوع

فاعلاتن مفاعلن فعلات

چھوڑ کر سب یہ تست مند را بیٹھ
کو ہکن سر اوٹھائے گیا ہے
نزع میں ہوں میں دم فنا ہو لے
دل پہ درد کو بغل میں نہ ڈھونڈھ
میں کھڑا ہو گیا تو شرما کر
جگر و دل میں اے خدنگ نگاہ
دم رخصت جو درد کی صورت

حق تعالی پہ کرکے تکیا بیٹھ
غم کا اپنے گیا ہے سکا بیٹھ
میری بالین پہ یار اتنا بیٹھ
کر گیا چھوٹ کر وہ چھوڑا بیٹھ
آنکھ اوٹھا کر کیا اشارا بیٹھ
جس جگہ چاہے گھر ہے تیرا بیٹھ
وہ اوٹھا دل گیا ہمارا بیٹھ

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ردیف ہائے

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کار روغن کر رہی ہے ہجر ساقی مین شراب	شوق آب تیغ مین دل لگی ٹھہرکائے ہے
کشتنی وہ ہون کہ ہر دم تیغ کھانیکے لیے	جو وہان زخم کاری ہے وہ منھ پھیلائے ہے
لعل لب کے سامنے خون جگر یاقوت و لعل	دُرِّ غلطان رو برو دانتونکے منھ کی کھائے ہے
بھیج یارب حور کوئی دل لگی کے واسطے	کنج مرقد مین اکیلے دل مرا گھبرائے ہے
جیتے جی کیونکر بھلاؤن اسکی زلفونکا خیال	سانپ کے کاٹے کی ناصح عمر بھر لہر آئے ہے
پند گو کیا ہون وہ دیوانہ سمجھتا ہی نہین	عقل میری خود مجھے کس کس طرح سمجھائے ہے

توبہ ہی توڑ کر ای شاد موجین کیجیے
دیکھکر بدلی لب جو دل اگر لہرائے ہے

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
عید قربان مین چھری چلتی ہے جدھر گائے ہے	خوش گلو ایسا ہی لاکھونکے گلے کٹوائے ہے
کیا قدم رکھون سر خار جنون شرمائے ہے	پاؤن سو جاتے ہین جب تلوا کھجلائے ہے
خار غم سے دل مرا چھلنی ہے او سپر نیکی مرے	پردۂ ذمین وہ ظالم استخوان ربائے ہے
سو رہا صیاد ہے جاگے نہ یہ فتنہ کہین	ای گرفتار قفس کیون پنکھ کھڑکائے ہے
بادہ خواری ہو مبارک تمکو ای مستو مدام	چھاؤنی ابر بہاری میکدے پر چھائے ہے
کشتنی یہ ہون جو روز عید قربانی بنا	وہ چھری دیتا ہی جو قصاب مجکو بائے ہے

حسن بے پردہ یہ کہتا ہی اوٹھا دے نقاب	شرم کہتی ہی چھپا منھ چاند دیکھا جائے ہی
عاشق ای بوالہوس مشکل ہی کچھ آسان نہین	دیکھے حال ان مہوشون کو جانپر بنجائے ہی
مرگئے پر بھی یہ بار غم وبال دوش ہی	جو مری میت اوٹھاتا ہی وہ بیٹھا جائے ہی

قافیہ لفظی جو اردو مین صحیح ای شاد ہی
فارسی مین پر وہ ایطائے جلی کہلاسے ہی

بحر رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
ہر نفس ای چشم تر کیون روئیے	کس لیے ہاتھ آبرو سے دھوئیے
جان زلفون پر کہان تک کھوئیے	شام کے مردیکو کب تک روئیے
مرگئے پر کھینچیے دست ہوس	پاؤن پھیلا کے لحد مین سوئیے
بد بدی کا نیک نیکی کا ہی پھل	ہو وہی پیدا جو دانہ بوئیے
سینہ اک کس کس کا ماتم کیجیے	چشم تر دو کسکو کسکو روئیے
خط پیشانی مٹا یا چاہیے	اشک سے قسمت کا لکھا دھوئیے

حسن اوٹھوائے اگر ناز بتان
عمر بھر ای شاد پتھر ڈھوئیے

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم	فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بحر رمل مثمن مشکول

فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

قاتل سے وہ وہ دل کہین کیا	زخمون کا دہن سیا ہوا ہی
ہون تازہ بہار جوہر تیغ	جو زخم جگر کا ہی ہرا ہی
سختی مین ہین دل بتون کے پتھر	نرمی مین بدن تو روئی سا ہی
سوزان ہون یہ قبر پر بھی جسکے	سبزہ جو اوگا وہ جل گیا ہی
کرتا ہی مثال خضر باتین	طوطی خط اوسکا بولتا ہی

بیچین ہی مرے پہ بھی شاد
یہ چرخ کہن ستم نیا ہی

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
بحث کر جاہل سے تخم دشمنی کیون بوئیے	روئیے اندھے کے آگے اپنی آنکھین کھوئیے
شمع گریان رو کے کہتی ہی زبان حال سے	رات بھر ٹپکے کا ڈر رہتا ہی کیونکر سوئیے
حاصل ان سنگین دلون سے کچھ خدا شاہد نہین	بت پرستی سے تو بہتر ہی کہ پتھر ڈھوئیے
پانی پانی غم سے دل ہی چشم پرنم آب آب	زخم خندانکی ہنسی کا کس سے رونا روئیے
باغ اگر بنوائیے بیٹھا ہے نخل مراد	گر زراعت کیجیے تخم تمنا بوئیے
جب نئے کپڑے پہنیے کیجیے یاد کفن	غسل میت کا تصور کرکے ٹھنڈا دھوئیے

کسلیے اے شادان سبھی تنون کو چاہ کر

دل بغل میں حج بیت اللہ کو	کون کھا کر اسقدر چکر سے چلے
خضر ہی کو سخت جانی ہو نصیب	ہم تو جی جائیں جو سچھے مر چلے
آدمی ہی دلو دینا چاہیے	ہم سبک آئے گراں ہو کر چلے
تھے وہ عاشق کھال بھی کھنچی گئی	دھونکنی بنکر ترا دم بھر چلے
دل وہ شیشہ ہے ہوا جو سنگسار	آنکھ کے ڈھیلونسے بھی پتھر چلے
دوش یاران پر جنازہ ہے رواں	رہ گئے جب پاؤں ہاتھونپر چلے
صبح پیری شام بھی آخر ہوئی	پر نہ طے منزل ہوئی دن بھر چلے

مر گئے پر ہنستے جب دنیا سے شاد
ہاتھ کھینچے پاؤں پھیلا کر چلے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
مانع راحت دل ہجر میں ہر آن رہے	نالہ و آہ مرے حلق کے دربان رہے
حسن میں بڑھکے پریزاد سے انسان رہے	جان دیتے بنی آدم پہ بنی جان رہے
بست چالاک جنوں دم نہ گھٹے زیر زمین	تن کفن پوش بھی ہو چاک گریبان رہے
بوئے غنچہ ہو کہ ہو نکہت نافہ برباد	دل گرفتہ جو یہاں آئے پریشان رہے
آرزو ہے کہ سبک ہوں نہ گنہگاروں سے	میرے پلے پہ الٰہی تری میزان رہے

مخمس

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

منزل الفت کڑی وہ ہی کہ جسمین چھوٹ کے
اوس صنم سے ملگیا مجھسے مرا دل ٹوٹ کے

نقد جان کیا ہین وہ غارتگر حسینان جہان
دلکی کوڑی تک کو لیجاتے ہین یہ ٹھگ لوٹ کے

دشمن جان محتسب ایسا ہی مجھ میخوار کا
گھونٹ بھر پیلوین جبمین گھڈ سے گلے کو گھوٹ کے

دل جو پائی ہو طپش سے مجکو راحت ہو نصیب
چین آجائے جو یہ جائے یہ پھوڑا پھوٹ کے

صبح پیری مین غم شام جوانی چاہیے
دے رہا ہی یہ صدا گھڑیال سینہ کوٹ کے

وصل ہیکیتی کی بندھی ہی تو عناصر کو مرے
کیجیے جو رنگ اک وہ ہاتھ لڑکر چھوٹ کے

فوج اشک امنڈی ہی کیونکر بچ سکے جان حزین
گر پڑے اک لپہ لاکھون حسرت غم ٹوٹ کے

زخم خندان ہین ہزارون یون دل صد چاک مین
سیکڑون ٹکڑے ہون کھل کر جس طرح اک پھوٹ کے

جو مسر مہربان کرتے ہین سراپا دروغ
واعظ بیدین ہین وہ ایشادیتی جھوٹ کے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

قبر مین رکھکے گئے لاش کے لانیوالے
کاندھیان دیگئے تابوت اوٹھانیوالے

شدت تشنہ دہانی ہی لگا تیغ خوش آب
اپنی تلوار مری پیاس بجھانیوالے

برہمن کی پئے بت کیجیے کیون دلشکنی
اینٹ کے واسطے مسجد نہین ڈھانیوالے

مسی لبون پہ ہو اور انکھڑیون مین کاجل ہو	جماے رنگ ہو اپنا مری سیہ کاری
نہال قد مین نئی پھوٹنے کو کوپل ہو	سنان کچھ نکی ہو او سکے اوبھار کرنے پر

وہ خال چشم ہو ای شاد کیون نہ مانع دید
کہ تل کی اوٹ مثل ہو پہاڑ اوجھل ہو

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن	بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع
زمین جو ہو تزلزل جہان مین ہلچل ہو	تڑپ رہا یہ ترا خاک کون بیکل ہو
جو شش جہت مین برستا مدام بادل ہو	وہ ایک دامن تر کا ہمارے ہو گوشہ
پہاڑ سے بھی زیادہ یہ بار بوجھل ہو	اوٹھا سکے کوئی کیا سر گرانیے فرہاد
سیاہ سانپ کی گویا سفید کینچل ہو	یہ نقرئی نہین موباف جعد شکین مین
یہی بساط مین اپنے سیاہ کمل ہو	گلیم بخت سیہ کیون نہو عزیز ہمین
روا روی زمانہ بیان ہر اک پل ہو	زبان حال سے کہتی ہو سوزن عشاق

سنے گا داد رس خلق شاد کی فریاد
یہ بہت جو ناشنوا ہین خدا تو عادل ہو

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مسدس محذوف
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے	عشق مین کوئی ہنسے کیا رو سکے

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

فاعلاتن مفاعلن فعلن

مین ہوا مٹی تو ہم آغوش ہوگی کس سے تو
خاک مین مجکو ملا کر ای لحد پچتائیگی

گر دل عاشق ہوا آئینہ وحدت نما
آنکھ کی پتلی مری صورت تری دکھلائیگی

تیر مژگان کی ہو شرح خلش ای شاد ہی
آہ جو دل سے کھنچے گی وہ جگر برمائیگی

بحر ہزج مثمن سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

گئے دل پھیرنے کو ہاتھ اوٹھایا جان مضطر نے
شل ہو آؤ پیر وا اور لیجاؤ مرے گھر سے

گرہ مین زر ہی مستو تکی گھٹا آئی ہو اوٹھو
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

حیان ہو محو دولت شعبدہ پردازی زر سے
زن دنیا فریبی کم نہین تریا چلتر سے

بسنت آیا ہو وہ پہنے لباس عفرانی ہو
ہمارا جامۂ تن ہو سراپا زرد کا نور سے

بنایا سوزن ساعت ہو گردش نے مقدر کی
پھرا کرتا ہو سر رکتے نہین پاؤن مین چکر سے

نہ بیماری ہو رعشہ کی نہ تپ آئی ہو جاڑے کی
لرزتا ہون مین جیتے جی عذاب قہر کے ڈر سے

جو تلون سے ملون آنکھین نزاکت سے یکہتی ہو
تری آنکھو نکے ڈھیلے پاؤن مین چبھتے ہین کنکر سے

مین وہ بیمار ہون جسکے نہین تخم غم کے کھانیکو
مین وہ ہون تارک لذات جو ہر چیز کو ترسے

سراپا خاک ہونے پر بھی قربان حسینان ہون
وہ پتلا ہون جسے صدقہ کرین بت اپنے اوپر سے

سیہ کاری مری پوچھو نہ دیکھو سنگ اسود کو
سفید ہو ہی جو دلمین ہو تو وہ بھی کم ہو تل بھر سے

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر تقارب مثمن سالم	فعولن فعولن فعولن فعولن
یہ شکوہ شب وصل کوئی گھڑی ہی	بتورات تھوڑی کہانی بڑی ہی
نہانے مین جب آنکھ اوس سے لڑی ہی	حبابون پہ موجون نے سیلی جڑی ہی
جلیسون سے چھوٹا تو برباد ہوگا	غبار چمن ہی جو پتی جھڑی ہی
نہ کیون گندمی رنگ رخ اوسکا دمکے	کہ خط کیمیا ساز بوٹی جڑی ہی
وہ مجنون خلقی مثال سحر ہون	کہ جسپر گریبان دری پھٹ پڑی ہی
کھٹکتی مژہ یا نگہ نیش زن ہی	مقرر کوئی پھانس دلمین گڑی ہی
جھپکتی نہین چشم خونخوار قاتل	زرہ کی ہزار آنکھ پڑتی گڑی ہی
حباوس وے رنگین سے ہمسر ہوا ہی	صبا نے رخ گل پہ سیلی جڑی ہی
عدم کو روان جلد روح روان ہو	بڑی دور جانا ہی منزل کڑی ہی
سیہ کاریون مین پھنساتے ہین مجکو	مسی سے رہی مجکو دھوکا دھڑی ہی
نگاہون مین ہی نظم دندان جانان	نظر اپنی سلک گہر سے لڑی ہی
کٹے کیون نہ کھٹکے مین ہر ایک ساعت	دل زار پردے مین جیسے گھڑی ہی
مرے پر نہ حال نمک خوار پوچھو	نشان دے رہی ہی جو لونی چھڑی ہی

یہ اللہ سے ہی شاد امید شفاعت

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

چلے تو رخت کفن میں ہیں منہ چھپائے ہوئے
وہ تار لیں نہ کہیں بال ہیں بنائے ہوئے

مری طرح جو کلیجے کو ہو دبائے ہوئے
کہاں سے آئے ہو دل پہ چوٹ کھائے ہوئے

یہ شرمگیں ہیں جو خلوت میں بھی ہیں آئے ہوئے
کمر کی طرح ہیں سارا بدن چھپائے ہوئے

نہاں نہیں ہے خط و خال میں لب شیریں
نگا پرون سے ہو بورِ شکر چھپائے ہوئے

جو داغ دیں مہ حسین عاشقونکو مشکل ہے
رہے نہ شمع پتنگونکو پے جلائے ہوئے

وہ صید ہون کہ شکسِ کوے یار ہو کہ ہما
سب استخوان پہ مرے دانت ہیں لگائے ہوئے

شہید ناز کرینگے وہ جامہ زیبی سے
اوتارنے کو ہیں سر آستیں چڑھائے ہوئے

ہیں تو دیکھکے آنکھوں میں خون اُترتا ہے
غم رقیب میں آنسو ہیں ڈبڈبائے ہوئے

وہ بادہ کش ہوں پس مرگ جسکی تربت پر
مدام ابر کرم چھاؤنی ہے چھائے ہوئے

جو آئیں تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے
حضور خاک سے دامن ذرا اوٹھائے ہوئے

نشان پوچھتے ہو کیا اجل کے مارون کا
دبے پڑے ہیں زمین میں فلک ستائے ہوئے

نقاب اوٹھاؤ یہ کہتا ہے حسن بے پردہ
حیا یہ کہتی ہے صورت رہو چھپائے ہوئے

عجب نہیں ہے جو پرسش ہو خون ناحق کی
شہید دست حنائی ہیں تاک لائے ہوئے

چراغ و شمع نہیں ہوں وہ مشعل دستی
کہ جسکے ہاتھ لگائے چلا جلائے ہوئے

شانہ آدم خاکی کو اے کلال ازل
یہ قدرتی ہیں کھلونے ترے بنائے ہوئے

کیون نہ کہیے سخن پہ عیب تش روئی کھو لکے
کیا ہمین پی جائینگے یہ شکرین لب گھول کے

واقعی الحق مگر ہی کلام جا نگداز
کسلیے سولی پہ چڑھیے کلمۂ حق بول کے

عشرت و غم مین دو رنگی ہو جہان مین تو امان
بزم شادی مین کھلا سر پیٹنے ٹھٹے ڈھول کے

لاکھ کھینچون آپ کو پر جذبۂ عشق بتان
مین کہین جاؤن وہین لیجا مجکو رول کے

مرغ جان ٹھہری تڑپ کے باعث دل بستگی
طایر پر بند رہتا ہی بازو تول کے

ہی نئی چھلہ مچھول بدلے چھلے کے مرا
دل گیا چوری دکھاؤ ہاتھ مٹھی کھول کے

گر غم خط مین مرے سے تلخکامی ہو نصیب
ای خضر پی جائیے زہر ہلاہل گھول کے

جو حسین ہی وہ دل عاشق کا خواہشمند ہی
سیکڑون گاہک ہین لعل بے بہا انمول کے

طائر جان کو پھنساتی ہی صفیر ہمصفیر
دامگستر دام مین لاتے ہین بیتابول کے

دل مرا ای شاد وہ طوطی ہی عشق زلف مین
بھور کر دے عندلیبونکی جو ریتی بول کے

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

اوس طفل کے قامت مین کرامت یہ بڑی ہی
بڈھونکو عقیدہ ہی کہ بالسکی چھڑی ہی

ہت چھوٹ ہی وہ ایسا کہ جہان آنکھ لڑی ہی
ابرو کی طرح چہرے پہ تلوار جڑی ہی

اوس لف گرہ گیر سے تقدیر لڑی ہی
آئی مری اس سال گرہ سخت کڑی ہی

بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

کوئی غم نہین ہو دل کی سوجھی ہے
مین روتا ہون تم کو ہنسی سوجھی ہے
ہم آنکھ تمہین ایک ہی سوجھی ہے
وہ احوال ہے جا کو دو ہی سوجھی ہے
بہار حال ہے وہ جو آنکھین
مجھے رخ مین دور کی سوجھی ہے
کہ زلف مین کس طرح ہو
اندھیرا ہے کچھ راہ بھی سوجھی ہے
عیان ہے [illegible]
[illegible]

بھڑکی جو آگ دل کی ہوے اشک چشم خشک
اوس ترک نے جب آنکھ لڑائی میان جنگ

دانے وہ جل گئے جو زیادہ کھرے ہوے
برہم صف مژہ سے پرے کے پرے ہوے

انسان ہین لاکھ شکل لباس بشر مین شاد
بہروپیے ہین روپ ہزارون بھرے ہوے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

جاتے تو ہین جہان سے ہم پر مرے ہوے
سہمے ہوے ہین خوف خدا سے ڈرے ہوے

آئینہ رو بھی شیشہ ساعت مثال ہین
ظاہر مین صاف دل مین کدورت بھرے ہوے

زاہد چھپ گئے جو ہوا دور جام مے
نکلا جو آفتاب نہان شپر ہے ہوے

ای طفل مین فدا تری صیاد چشم کے
بچپن مین شیر گیر یہ آہو برے ہوے

رندے ہزار محفل رندان مین پڑ گئے
زاہد و شیخ دو یہ جہان مسخرے ہوے

دل مردہ کر متاع توکل جو چاہیے
پارہ کیمیا ہو کبھی بے مرے ہوے

طوطی خط دکھا کے ہمین کیا چرائین گے
مثل خضر ہین ہم بھی زمانہ چرے ہوے

گو دل جلا ادب سے مگر ہم رہے خموش
بیٹھے رہے وہ صورت قلیان بھرے ہوے

ای شاد اگر وہ جان کا دشمن یوہین رہا
بے موت جان لو کہ دھرے ہین مرے ہوے

[illegible]

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

[illegible]

رنج بازار الفت مین کیا جب دل فروشی کا
درم داغونکے پائے یہ کمائی کی تو ہمنے کی

بھرے رنج والم دلمین زیادہ حرص دنیا سے
غم عالم کی اپنے مین سمائی کی تو ہمنے کی

زبان حال سے کہتی یہی ناخن خراشی ہے
تمھاری زخم خندان چاک ہنسائی کی تو ہمنے کی

جو سرمہ بھی بنے پسکر سمائے چشم مردم مین
لگی آنکھو تمہین دیدہ درائی کی تو ہمنے کی

رقیبونکو دیا اوس گل نے جب چھلا نشانیکا
گلون سے اپنی گلدستہ کلائی کی تو ہمنے کی

مزا تھا وصل کی شب کو نئی جھگڑا تھا قصہ تھا
جو وہ اک بات پر بگڑے لڑائی کی تو ہمنے کی

وہ مجنون ہین ہوئی جب سے بنا رخت عریانی
یہی پوشاک زیبا سی سلائی کی تو ہمنے کی

لٹا کر حسن کی دولت یہ وہ اے شاو کہتا ہے
کسیکو کیا تلف اپنی کمائی کی تو ہمنے کی

بحر متقارب مثمن سالم	فعولن فعولن فعولن فعولن
کہو گوندھنے کا کل آئین تمھاری	نہ بگڑو تو زلفین بنائین تمھاری
اوڑاتے ہین بے پر کی پریونکے آگے	جو ہم باندھتے ہین ہوائین تمھاری
دہن گو عدم ہی مگر ہم سخن ہو	کہان یہ صنم بات لائین تمھاری
سیہ کار ہین پر نہ سرمہ نہ کاجل	ہم آنکھون مین کیونکر سمائین تمھاری
کسی باج مین ہون کسی تنگ مین ہن	جو ہم مانگ لائین تو گائین تمھاری

بحر متقارب مثمن محذوف

فعولن فعولن فعولن فعل

یا علی قبر مین پوچھین جو ملک بتلانا	شاید اوسوقت ہمین دھیان ہے یا نہ رہے
ابر ہی یار ہی گلزار ہی ہو شغل شراب	پھر یہ کیا جانیے سامان رہے یا نہ رہے
ہمتو صدقے کا بھی پتلا نہ سنے کیا جانین	سیکڑون آپ پہ قربان رہے نہ رہے
مفت دل لیکے بڑے ہمتو سیانے ٹھہرے	ہمین فرمائیے نادان رہے یا نہ رہے
رخصت روح روان ہو کہ ہنو بتلاؤ	جامۂ تن مین یہ مہمان رہے یا نہ رہے
آج چلتی ہی زبان نزع مین کل کیا معلوم	بات کرنے کا بھی امکان رہے یا نہ رہے

مین وہ غم دوست ہون راحت سے نہین کام اے شاد
درد پہلو مین رہے جان رہے یا نہ رہے

بحر مجتث مخبون محذوف	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
رہے نہ دشت مین جب گو کھر و دو آ کے لیے	قدم وہین مرے کانٹون نے سر جھکا کے لیے
اندھیرے مین بھی یہ بوسے چھپا چرا کے لیے	کہ اونکے سایہ تنکے نظر بچا کے لیے
یہ کیدہی پردہ دری مین شکستہ حالون کی	لیے جو نظر تک گلی بھی کبھی بچا کے لیے
قدم جو پڑتے ہین سر کش صدا یہ دیتے ہین	فلک نے خوب عوض خاک مین ملا کے لیے
کسی نے دل نہ لیے ہم نظر فتادونکے	اگر لیے بھی تو قیمت بہت گرا کے لیے

صلے ہزار انھین چند بیت کے اے شاد

فاعلاتن مفاعلن فعلن

دل کی کھون یا کھون جگر کی	کچھ بات کرون ادھر اودھر کی
لو دل کی بجھائین یا جگر کی	لین اشک خبر کدھر کدھر کی
اوٹھنے نہ دیا ہمین مرے پر	لی ضعف نے عاقبت لبستر کی
گھڑیال نصیب ہے ہمین شب وصل	سر چوٹ ہی ہر گھڑی گجر کی
ڈھلنے کو ہی مہر نو جوانی	چھٹنے پہ ہی توپ دو پہر کی
کیا کم سخنون کو شمع سے کہیے	شمعون کی زبان ہی ہاتھ بھر کی
مرقد مین چلے رہ عدم لی	سوجھی جو مسافرت مین گھر کی
کاکل ہوئی تر عرق سے رخ کے	بی سانپ نے وس پھول پر کی

جی قبر مین خاک پہلے ہی شاد
بستی ہی اوجاڑ اس نگر کی

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
ہکلتی ہی زبان ڈر ہی جو بیہوشی مین آ نکلے	خدا جانے وہ کیا سمجھے ہمارے منہ سے کیا نکلے
مع لخت جگر یون اشک چشم تر سے جاری ہین	جنازہ جس طرح لیکر کوئی روتا ہوا نکلے
دل پر آرزو وہ ہی کرون گر قصد رونیکا	جو نکلے آنکھ سے آنسو وہ دریا ہون بھرا نکلے
فقیری مین یہ مجکو لذت صبر و قناعت ہی	جو کھاؤن خشک روٹی نان نعمت کا مزا نکلے

بحر خفیف مخبون مسدس محذوف

فاعلاتن مفاعلن فعلن

بحر ہزج مسدس محذوف

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

وہ بلانوش رنج و محنت ہون	غم کو مین اک نوالا ہی
ہر قدم پر ہین سیکڑون پامال	سرکشون کا چلن نرالا ہی
ہر مژہ پر رواں ہین کوندل اشک	نی سوارون کا یار سالا ہی
اشک خون اوپنے پر ہین مثل شفق	رنگ کس شوخ نے اوچھالا ہی

فرد اعمال نیک کاران شاد
قصر فردوس کا قبالا ہی

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
پھپھولا دل کا ٹوٹا چشم تر ہی	الٰہی خیر ہو ٹپکے کا ڈر ہی
خدا ہی ہو گئے جو ہجر کی رات	کہ مین ہون نیم جان شب دوپہر ہی
اٹھین وہ جا ہی ڈھونڈھو پاؤن مین	ادھر پیوست پیکان یا ادھر ہی
قدم رکھون کہان خاک بشر سے	زمین خالی نہین بالشت بھر ہی
جو ہی ہم کاسہ لیسو نکا مکان بھی	کمھاری ساکسی کونے مین گھر ہی
پڑے کیا نیند سونے کی گھڑی بھی	بجا دی شب وصلت گجر ہی
اڑاتے تو ہین آنکھین ہم ہیون سے	مگر ایدل نظر اللہ پر ہی

بسا اکدن نہ دیکھا پھر دل شاد

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بوسہ بازی نہ سہی جفت کبوتر کی طرح
ہر روش دیدہ ورائی کی بہت لیتی ہے
عاشق خط ہون جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
بے حجابا نہ ہو جی مین دم وصلت بکھین

منھہ سے منھہ وصل مین ایجان ملاؤ تو سہی
آنکھ نرگس کو گلستان مین دکھاؤ تو سہی
زہر ہم تمکو منگا دیتے ہین کھاؤ تو سہی
پردۂ شرم تم آنکھون سے اوٹھاؤ تو سہی

اس غزل مین جو نہ لفظی ہون قوافی موزون
بیت ایطا سے بھرا شاد بچاؤ تو سہی

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف

خسرو ہون نہ کوہکن مثل ہے
دل داغ ہے مثل شمع تصویر
گر نخل بھی ہون تو نخل ماتم
سودائے زلف ہے زمانہ
جو دل نہ گداز ہو وہ دل کیا
مجکو ہے مری بہار گلچ دام
تشبیہ کمر ہے بال کی کھال
غلطان ہون مین مثل در غلطان

مفعول مفاعلن فعولن

زر بل ہے یہان نہ بانھ بل ہے
جلتا یہ بجھا ہوا کنول ہے
حاصل مجھے پھول ہے نہ پھل ہے
اندھیر جہان مین آجکل ہے
تعریف مین آئنہ کی دل ہے
داغون سے اسیر سو جھل ہے
سو طبر نہین او سین اسمین بل ہے
پڑتا نہین چین کو ئی کھل ہے

بکس رقیب نے زلفون مین اوسکے کنگھی کی
کہ آج رات سے شانہ مرا پھڑکتا ہی

کلام کسکو بتون کی ہی بے زبانی مین
دہن کے ذکر سے غنچہ عبث چٹکتا ہی

ہلاک ہوتے ہین بیمار چشم اک پل مین
مریض زلف مہینون پڑا اٹکتا ہی

محال ہی جو کہے راز عشق صافی دل
کہ حوض آئینہ ہرگز نہین چھلکتا ہی

وہ پان کھا کے کہ مسی ملے مگر اوستاد
ہر ایک بات مین اوسکی لہو ٹپکتا ہی

۲

بحر رمل مسدس محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کب تک آخر زندگی انسان کی
اے مسیحا خیر مانگو جان کی

چھان نہین تم مین خدا کی شان کی
ہم کہین گے ای بتو ایمان کی

یاری نافہم ہی جی کا ضرر
دشمنی ہی دوستی نادان کی

جنس حسین کی گرم بازاری سنی
دل فروشی کی وہین دوکان کی

جب مرینگے ہم نہ گرد ملال
فکر کیا ہی گور کے سامان کی

گردن رستم ہی جس سے سرنگون
وہ گرانی ہی گران احسان کی

جائین گے بے خوف اوسکے خواب مین
جو کسی کا ڈر نہین دربان کی

زیر بیجا اور دخت رز ہی نو عروس
جام مے خالی ہی کنیا دان کی

بے الفت حسینان رکتا ہی جی ہمارا
ای شاد دل لگانا یارون کی دل لگی ہی

بحر مجتث مخبون مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

چمک ہی باعث دندان دہان دلبر کی
پڑے جو چھوٹ بگڑ جاے حیثیت گھر کی

جو منڈ چرا ہو وہ لے کوہکن سے ٹکر کی
ہمین نہ اینٹ کی لینی نہ دینی پتھر کی

نہ کس نے ہوش ربا پی شراب کنٹر کی
کہ بو تلون کے اوڑاتے ہین کاگ بے پر کی

جو مجھ شہید نے زیور کا بھیس بھی بدلا
تو زر گرون نے بنائی شبیہ بے سر کی

دم خرام نہ کیون محو قد بالا ہون
وہ چالیے ہین مجھے سوجھتی ہی اوپر کی

مژہ چبھو ئی ہی کسکے بتا تو ای قاتل
جو خون مین ہی یہ سر ڈوب نوک جدھر کی

ہلاک کرتی ہی آپس کی پھوٹ انسان کو
جدا ہو جگ سے تو مر جائے نرد چوسر کی

مین وہ ہون کشتہ گریہ کہ جسکی تربت پر
جلی جو شمع وہ رویا غریب شب بھر کی

چلا جدھر کو مین وحشی یہ سنگسار ہوا
بنی وہ راہ سڑک کنکرون سے پتھر کی

سخن نہ کیون ہو کنقش الحجر ترا ای شاد
ہر ایک بات ہی تیری لکیر پتھر کی

بحر مضارع مثمن اخرب

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

نہ تو ٹوٹے شیخ کی خاطر برہمن کے دل	نہ میکدہ نہ کوئی مسجد جند اوٹھائی

نہ صوفیوں پہ نہ رندوں پہ بند ہوا ای شاد
غضب کی دختر رز بیسوا ہی ہرجائی

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
ہستی و عدم میں نفس چند بشر کے	جھونکے ہیں ہوا کے نہ ادھر کے نہ ادھر کے
جامے میں مستی کے جو ہوا شیخ سے ڈر کے	ہندو نے وہیں پھونک دیا آگ میں دھر کے
جوبن کو دکھاتا ہی وہ جب دم مرے دل کی	رہ جاتی ہی ہر چوٹ حیا پو نیچا وبھر کے
جو مر کے گیا قبر کی گلیوں میں ہوا گم	رستے ہیں عجب بھول بھلیاں تہ گھر کے
آنکھ اوسکی کھلے یا نہ کھلے صبح شب وصل	اپنی تو سحر ہو گئی بجتے ہی گجر کے
کیا جیتے جی پہونچیں گے خضر خلد میں جا کر	بہرام سے طی گور کی منزل ہوئی مر کے
ہوش و خرد و تاب و تواں دور ہوں سارے	اک داغ جگر پہ نہ مرے پاس سے سر کے
جیتے ہیں نہ مرتے ہیں پڑے جھول رہے ہیں	گہوارۂ جنباں ہیں اودھر کے نہ اودھر کے

کیا بال فشانی کریں ای شاد کہ ہم کو
چھوڑا بھی جو ظالم نے پر و بال کتر کے

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

تضمین

سخن شاد اپنا خوش آئے نہ آئے	
یہ اُردو زبان ہو بھلی یا بری ہے	

بحر خفیف مسدس مخبون مقصور	فاعلاتن مفاعلن فعلن
بتکدہ کو حرم کے در سے پھرے	مر چکے تھے خدا کے گھر سے پھرے
دن پھرے جب کے وہ مہر مثال	اس طرف کو چلے ادھر سے پھرے
جو شب وصل ہو گھڑی مین سوئی	ایک پل مین سو اگجر سے پھرے
کجروی چرخ کی کچھ آج سے ہے	بخت جیسے ہین عمر بھر سے پھرے

تھی جو شرم خدا ہمین ای شاد	
منھ چھپائے بتون کے در سے پھرے	

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
ہم نہ بگڑینگے اگر چشم نمائی ہوگی	پھر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی
کیا قیامت مین ہماری شنوائی ہوگی	حشر کے دن بھی ادھر ساری خدائی ہوگی
سخت جانون پہ ترے جیسے چھری تیز ہوئی	یون نہ کارد کوئی پتھر پہ لگائی ہوگی
کیا حلاوت ہو جو عشق لب شیرین مین کہون	کڑوی روٹی مری غیرون کو مٹھائی ہوگی
ای صنم پیش خدا بھی جو کرون گا فریاد	میری فریاد تری دیتی دُہائی ہوگی

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

وہ کشیدہ ہین مری آنکھ لگی جاتی ہے	سچ ہے یہ بات کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
سینہ کوبی مین شب رہ گذر جاتی ہے	ہنسکو گھڑیال ہین کہتے وہ مری چھاتی ہے
وہ بھوزلف زرافشان نہین لہراتی ہے	یہ گھٹا وہ ہے جو ہن جھوم کے برساتی ہے
جان شیرین جو تیشے کی بلا آتی ہے	میرے ماتھے کبھی فرہاد کے سر جاتی ہے
شعلہ چرب زبانی پہ نہ جا واعظ کے	روشنی غول کی رہگیر کو بہکاتی ہے
تو وہ ہے غنچہ دہن دیکھکے دندان جسکے	ہر روش منھ کی چنبیلی کی کلی کھاتی ہے
اونگھتا بھی نہین سوا شب ہجران کیا	درد سے نیند اوڑانے مری آنکھ آتی ہے
آشیان بھی جو بناتا ہون تو طائر ہون مین	وحشت دل مری تنکے مجھے چنواتی ہے
غم نہین قبر پہ سایہ جو نہین ہے تو نہو	چھاؤنی گور غریبان پہ گھٹا چھاتی ہے
تو وہ خوش چشم ہے جب صف تماشائی ہو	نرگس کور تک آنکھون مین پئے جاتی ہے
اشک سے مژگان کبھی لخت جگر گرتے ہین	اک کلی پھولتی ہے دوسری کھلاتی ہے
شوق ابرو مین ہے ایسی مری ہیئت بدلی	موت بھی دیکھکے ہونچک مجھے رہجاتی ہے

حور جنت پہ ہو قربان پری پر ہو نثار
دختر رز پہ فدا شاد خراباتی ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

مثال ابر بہاران جس جگہ رونیکو چل بیٹھے	ہمارے اوٹھتے اوٹھتے اڑ اڑ کر وہ محمل بیٹھے
مرے رو کے سے اتنا ہی تھمین انسو بیکل ہے	سنبھالے سے نہ سنبھلے نفس ناوان جب چل بیٹھے
رہے ثابت قدم مردم ہتھیلی پر دھرے سر کو	جو سرکٹنے بھی اوس ہا بیہ مثال ناوک تل بیٹھے
مریض سل وہ ہین شوق لب گمین جانان مین	جہان ڈھنگا لہو تھوکا یہ سمجھے لعل اوگل بیٹھے
جہان اوٹھکر چلا وہ فتنۂ محشر خرامی سے	قیامت آگئی مر مرکے مزارون سے نکل بیٹھے
یہ اوس قاتل کی پیکان مژہ مین آبداری ہے	کہ وہ پانی نہ مانگے جسپہ اس برچھی کا پھل بیٹھے
مثال سوزن ساعت کٹی ہوزات گردش مین	نہ رک کر اک منٹ ٹھہری نہ چلکر کوئی پل بیٹھے
جنون رخصت ہوا ہے ترک شغل چاک دامانی	زمانے کے رفو گر ہین معطل آجکل بیٹھے
تہ و بالا دل بیتاب ہے یہ بیقراری سے	نہ چین اوٹھنے پا کدم ہے نہ راحت کوئی کل بیٹھے

جو ہم گرنے لگا ہے شاد مےخوار ونکا نظرون سے
جہان منھ سے کہا ساقی کو تر سنبھل بیٹھے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

آنکھین دکھا کے نرگس مخمور کے لیے	چشم سیہ کی طرح سیہ مست کیجیے
یاد مژہ ہی ہجر مین بے سر جدا کیے	خنجر کبھی کرے تو ہمارا لہو پیے
گذری اوسے طرح سین یونہین ہر شب فراق	ٹانکے کیے شکست کبھی زخم دل سیے

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
تیغ و خنجر کچھ نہین دیکھا چم و خم موڑ کے	ابروے اصنام مین قوس قزح کو جوڑ کے
بوسہ دینا ہی تو دو غنچہ صفت منھ موڑ کے	یا جواب صاف دو ایجان ٹکڑا توڑ کے
واے قسمت پڑھ نہین سکتے خط تقدیر بھی	رکھ دیا جو کچھ پڑھا لکھا وہ سارا گوڑ کے
رقص بسمل کا تماشا ہی جو منظور نظر	زیر خنجر دیکھیے اکدم تڑپنا چھوڑ کے
کیا سنے نقارہ خانے مین وہ طوطی کی صدا	لاکھ نالان ہون مین خط سبز رچی توڑ کے
کشتنی سخت جان وہ ہون کہ جسکے حلق سے	واے ناکامی کہ خنجر تاسے چلے منھ موڑ کے
دشمنون کی چاپلوسی پر نہ جانا چاہیے	شمع کا سر کاٹتی ہی ہاتھ قینچی جوڑ کے
ہون وہ سرگردان کہ جسکے پاون پڑنیکے لیے	مانگتے چھالے دعا ہین ہر قدم منھ چھوڑ کے
اوس پریکی مردمک پر سایہ افگن ہی مژہ	یا کوئی حور جنان بیٹھی ہی چلمن چھوڑ کے

میرکی گوہر فشانی کو نہ پہونچو کے کبھی
لاکھ لاؤ عرش کے اے شاد تارے توڑ کے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
ایک بہرام ہی کیا مجا و خطر رہتا ہی	جو کوئی گور مین جاتا ہی وہ مر رہتا ہی
نشہ زر مین یہ کم ظرف جہان مین مدہوش	ایک بوتل کا سرور آٹھ پہر رہتا ہی

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

شب وصال یہ روشن ہوا ہی گنڈ ریالی	ہوئی ہی شام بجا تا گجر ابھی سے ہی
گرانہیں ہون ہنوز اف رنا پیغمبر ری ل	زمین شق مری مدفن کی پر ابھی سے ہی
مری زمین نہیں یہ تبار یہ تیر پونہان	مری نظر مین ہما کا چنور ابھی سے ہی
وہان تو حشر مین دیدار حضرت موسیٰ	غشی یہان مجھے آٹھون پہر ابھی سے ہی
بر تجلی شہر خموشان کی اور آبادی	بسا ہوا یہ نہایت نگر ابھی سے ہی

بجری ہوا شاد کی ٹھہر گیا خاک ول ای شاد
پڑی تیرہ تہ سیکنا یہ گھر ابھی سے ہی

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
چار حد مین مرے ربط جا عنصر توڑیے	نی الشل چوراہے مین ساجھے کی ہانڈی پھوڑیے
دشت پیمائی مین جنون کا دامن چھوڑیے	بیستون پر لیکے نام کوہکن سر پھوڑیے
خاک ہونے پر بھی شوق پائمالی ہی ہمین	پھیریے گھوڑا سر تربت عنان کو موڑیے
سنگ سوائی لگا کر شیشہ ناموس مین	شیخ جی چوری سے مے پیتے ہین بھانڈا پھوڑیے
رشتہ الفت سے پابندش سے ہوتا ہی محال	اک گرہ پڑ جائے جب تار گسستہ جوڑیے
نزع مین آئے جو یاد ساقی پیمان شکن	ہچکیان لے لیکے شیشے کی طرح دم توڑیے

جاہلون سے بحث کرنا وہ مثل اے شاد ہی

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بحر ہزج مثمن اخرب

مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

خال سر پستان کا انداز نرالا ہی

ستانہ صبحکو اوڑ جائنگے ہم ای صیاد	چمن مین رات بھرے کو لیا بسیرا ہی
لحد مین تار کفن تک نہین مرے بر مین	یہ تونے دست جنون ہاتھ خوب پھیرا ہی
نہ ساتھ چھوڑیو مرنے پہ روز محشر تک	سو اترے عمل زشت کون میرا ہی

نشان گور غریبان نہ پوچھیے ای شاد
مسافرون کا گڑھے کی سرا مین ڈیرا ہی

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

مانگتا بوسہ ہون جب مین منت جوڑ کے	وہ جواب صاف دیدیتا ہی ٹکرا توڑ کے
بند ہوتی ہی زبان جائے جو قاتل چھوڑ کے	مانگیے بوسہ یہان زخم سے منہ پھوڑ کے
مانیے کیونکر نہ احسان شکستہ خاطری	کام کرتا ہی بت پیمان شکن دل توڑ کے
پھر کے دیکھا بھی نہ مرتے دم یہ آنکھیں پھیر لین	یون گئے سب ہمسے ابنائے جہان منہ موڑ کے
مین وہ گدڑی پوش ہون جبدم ہوی خلعت مری	جامہ اصلی بنا اعضا کے ٹکڑے جوڑ کے
ساتھ لیجاؤن نہ اپنے کیا کرون مرنیکے بعد	ای بد اعمالی تجھے جاؤن نہین کسپر چھوڑ کے
دل شکستہ کرکے ای بت تجکو رحم آتا نہین	طفل بھی رو دیتے ہین مٹی کا کھلونا توڑ کے

خط پیشانی کو اپنے پڑھ سکین کیا شاد ہم
رکھدیا لکھا پڑھا جو تھا وہ سارا گوڑ کے

بحر رمل مسدس محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مسدس محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

[illegible]

ہیہ ناصح نہ بکنا چاہیے	بات کرنے کا سلیقا چاہیے
حسن محبوب خدا سا چاہیے	جب خدا چاہے تو پھر کیا چاہیے
سنعفی ہے شرط بلبل کے لیے	پھول کے تارونکا پنجرا چاہیے
میت عاشق پہ وہ ڈھانپے جو منھ	چشم پوشی اوسکی دیکھا چاہیے
حاسے ہوں آلودہ گرد ملال	جاننا مٹی کا پتلا چاہیے
کوہکن نے جان دی سر پھوڑ کر	منہ چڑاپن بھی نہ اتنا چاہیے
ادھ کٹی کھکر نہ چھوڑو نیچان	بات کا انسان پورا چاہیے
سخت جانی ہے مراد زندگی	تیغ ہو قاتل کی دونا چاہیے
جب بگڑیے کیجیے اپنا بناؤ	صورت تصویر کھنچنا چاہیے
گھلتے گھلتے گر یہی ہو لاغری	حال ہو پانی سے پتلا چاہیے
کھوچکے رو رو کے آنکھیں عشق میں	اور کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے
شمعیں لاکھوں ہیں جو پروانہ ہے دل	ایک کے سر چڑھ کے مرنا چاہیے
مرکے بھی جسکی رہیں آنکھیں کھلیں	حسرت دیدار اوسکی دیکھا چاہیے

ترک رہا ای شاد قاتل ہے تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

[illegible]

بحر ہزج مسدس محذوف

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

[illegible]

لحد مین ہر بشر مٹی ہوا ہے
وہ شاکر ہون پے شکر الٰہی
مرے یوسف نہ یکتائی پہ اترا
جو ہونا ہو ابھی ہو وعدہ وصل
جنون مین اتنو وحشی سا بدن ہے
سبھی ہین خوبیان در زد حنا مین
مین وہ ہون دل جلا تربت پہ جسکے

فلک اہل زمین پر پھٹ پڑا ہے
زبان حال ایک ایک دو نگتا ہے
کنوئین مین دو سرا بھی بولتا ہے
نہین معلوم کل کیا آج کیا ہے
اگر ہے بھی تو کوئی پھوسڑا ہے
مگر چوری کا اک ٹکڑا پڑا ہے
جو کوئی پیڑ بھی ہے آگ کا ہے

زن دنیا نہ کیون لذت مرے ای شاد
پرانے چانولون ہی مین مزا ہے

بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمین نل ہو کہ مجنون آزمائے جسکا جی چاہے
عیان پیری ہوئی بگڑی بنائے جسکا جی چاہے
زبانکو دی ہے خالق نے مری تاثیر گنبد کی
وہ سوزان ہون مرے پر بھی چراغان جسکی مٹی کے
ہنر ور اختر طالع ہو یا نجم مقدر ہو

یہی گو ہے یہی میدان ہے آئے جسکا جی چاہے
جو الٹی روٹھی جاتی ہے منائے جسکا جی چاہے
سنے گا ویسی ہے جیسی سنائے جسکا جی چاہے
بنے جلنے کے خاطر ہین جلائے جسکا جی چاہے
مری بگڑی ہوئی قسمت بنائے جسکا جی چاہے

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جب آرسی نے مٹایا غرور یکتائی	وہ اپنے جسم مثالی کو دوسرا سمجھے
مثال دیو ہوا اولٹی سمجھ حسینون کی	کہا بھلا بھی تو یہ خوبرو برا سمجھے
وہ مردہ دل ازلی ہین کہ رات بھر کے لیے	جلی جو شمع شبستان بھی تو بجھا سمجھے
لگا رہے ہین جو مہندی کی جا وہ ہاتھون مین	مرے لہو کو حنا سے ہین چھپا سمجھے
بشر کو چاہیے بود و نبود کو اپنی	محیط دہر مین پانی کا بلبلا سمجھے
شگفتہ ہی رہی بھڑکی ہزار دل کی لگی	جگر کے داغ کو ہم پھول آگ کا سمجھے
جنھین سمجھتے تھے ہم جان روح جیتے جی	ملا کے خاک مین ہمکو نہ وہ ذرا سمجھے

روان جو درد جگر سے ہین اشک خون ناشاد
ٹپک کے پھوٹ گیا دل کا آبلا سمجھے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن
فریاد بے اثر ہی وہ کیا فتنہ گر ملے	دو حرف آہ بھی نہ کبھی ہمدگر ملے
خوش ہون وہ کان مج جو کسی راہ پر ملے	مینا سے مے ملے تو مین سمجھون خضر ملے
بگڑے اودھر وہ شوخ آلہی اودھر ملے	آنکھین جو لڑ چکین تو نظر سے نظر ملے
دیکھے طبیب جو مرے حال سقیم کو	چھوٹے یہ اوسکی نبض نہ دو دو پہر ملے
بحر جہان مین اوسکو قدر بے بہا سمجھ	موتی سی آبرو جو کہین بوند بھر ملے

بجھ سکی آتش تپ غم کی نہ بھڑکائی ہوئی
میری بھی اے شمع سوزان تیری سی ہائی ہوئی

ہر مژہ پر لخت دل کی ہے خزاں دیدہ بہار
ڈالیوں میں جس طرح کلیاں ہوں مرجھائی ہوئی

چھپ پڑ جاتے ہیں دلیں صاحب فریاد کے
ہر بخیے شہنا ہی کہتی ہے برمائی ہوئی

درد و غم نے کی چڑھائی دلکی یارب خیر ہو
فوج اشک آتی ہے چشم تر سے گھبرائی ہوئی

یوں لب نازک میں مرجھائے سموم گرم سے
پنکھڑی جیسے گل تر کی ہو کمھلائی ہوئی

خون ناحق سے مرے نادم فقط قاتل نہیں
سرنگوں شمشیر ابرو تک ہے شرمائی ہوئی

ہجر میں جیتا ہوں تبدیل شباہت کے سبب
پھر گئی سو بار بالیں پر قضا آئی ہوئی

شاد میکش کے سوا تجھکو جو پوچھے ہے محال
دخت رز زاہد نہ ٹھہری کوئی ہرجائی ہوئی

بحر رمل مثمن مخبون محذوف — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

پتلیوں میں تری صورت جو سمائی نہ گئی
میری آنکھوں میں پھرا کیں آئی نہ گئی

ہم بغل لاکھ ہوا پر کج ادائی نہ گئی
مثل عینک جو ملا بھی تو جدائی نہ گئی

چشم عاشق جو کھلی نزع میں دیکھی تو کہا
پھر گئی آنکھ مگر دیدہ درائی نہ گئی

تیر باران سے ترے دل کا چرانا کیسا
بوند پانی کی بھی زخموں سے چرائی نہ گئی

اک دل اوسکا مری جانب کبھی مائل نہ ہوا
اک طبیعت مری آندھی سی جو آئی نہ گئی

بزم عشرت ہو کہ ای شاد ہو بزم ماتم
شمع کسیجا مری چربی کی جلائی نہ گئی

بحر رمل مثمن مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
تر زبانی سے مری اوسکی روکھائی نہ گئی	کیمیا بات نہین تھی جو بنائی نہ گئی
عشق ابرو سے بھی اوس بت کی رکھائی نہ گئی	جونک پتھر مین کسی طرح لگائی نہ گئی
نظر افتادہ وہ ای بت ہون کہ میت بھی مری	شرمگین آنکھ تری تھی کہ اوٹھائی نہ گئی
لاکھ پوشیدہ کیا راز محبت اونسے	چمک اوٹھی جو کلیجے مین چھپائی نہ گئی
چشم گریان کو وہی لو تہی لگی ابرو کی	آنچ تلوار کے پانی سے بجھائی نہ گئی
جسم بے سایہ ترا ای بت یکتا کھینچا	اپنی تصویر جو صانع سے بنائی نہ گئی
ہی عجب رشتۂ الفت کہ جہان ٹوٹ گیا	پڑ گئی اور گرہ سانٹھ لگائی نہ گئی
دم نظارہ نزاکت جو ہوئی مانع دید	شرمگین آنکھ اوٹھائی تو اوٹھائی نہ گئی

پاک لفظی سے مگر قافیہ حرفی ہی
غزل ای شاد یہ ایطا سے بچائی نہ گئی

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
عیان ہی عضو بدن جلد سے حزینو نکی	ہزار جوڑ ہین گدڑی مین پوستینون کی

ده مقتدا جو منافق بھی ہون شریک نماز
کرین سجود صنم گر کے آستینو نکے

انگوٹھیان بھی جو پہنین غم جدائی مین
جدا جٹک کے دو ملکی ہوے نگینو نکے

عدم مین روح عزیزان ہی خاک قصر بدن
مکان کیا ہین نشان تک نہین مکینون کے

خداے عرش ہی شہرگ سے بھی نظر مین قرین
فلک نہین ہی یہ شیشے ہین دو ربینو نکے

لباس جسم یو ہین پرشکن ہی پیری مین
آتو گرون کے ہین طالب نہ جاہ چینون کے

قباے جسم بدن ہی لباس سرمائی
فقیر گرم ہین جاڑے مین پوستینو نکے

قطعہ

چھپاے خلق مین قاتل ہزار پیش خدا
لہو پکارینگے جامے مین آستینو نکے

صدا یہ آتی ہی ہر دم مزار یوسف سے
غرور حسن دو روزہ ہین نازنینون کے

سنبھل کے گور غریبان پہ پاؤن تلکو رکھین
کہ ہم بھی تھے کبھی سرتاج مہ جبینو نکے

بجا ہی جو کہین شاگرد عرش ہین اے شاد
ہم آسمان ہین بس تیران زمینو نکے

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

کمال تنگ بانی ہین نازنینو نکے
جو حرف زن ہون یہ منہ کیا ہین نکتہ چینو نکے

چلے جو رک کے سر قبر سے حزینو نکے
غبار اوٹھ کے گرا پاؤن پر حسینو نکے

جہان نما جو خدا سار چشم بینا ہی
نہ جام جم ہی نہ شیشے ہین دو ربینون کے

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

نالہ کر بخطر دل بیمار	یہ دوا وہ نہین جو منھ آئے

ابتو صدمے اوٹھا چکے ای شاؔو
بتکدے سے مین خدا نہ پھر لائے

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
نہین بے جہ فروشون کی جو کل ہی	یہ آدم کے گہون کھانے کا پھل ہی
شمار بوسہ بے ردو بدل ہی	حساب دوستان دردل مثل ہی
زمین بوس گدا ہین اہل دولت	نہال خاکساری کا یہ پھل ہی
شگفتہ خاطری حاصل ہو کیونکر	کہ مرجھایا ہوا دل کا کنول ہی
یہ کثرت ہی ہجوم درد و غم کی	کہ کم مور و ملخ کا جس سے دل ہی
جہان بگڑی نہین بنتی کسی سے	خدا سازا آدم خاکی کی کل ہی
رہائی زلف پیچان سے ہی مشکل	نکل سکتا نہین قسمت کا بل ہی
کہین جاروب بھی پھرتی نہین ہی	کہین بال ہما کا مورچھل ہی
نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد	جنون کا اپنے شہرہ آجکل ہی

بدن ہی مرتعش پیری مین ای شاؔو
نکلے روح روان کیا چل بچل ہی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

محشر میں بھی نہ الفت اصنام چھوڑیے	دیدار حق ہو آنکھ بتوں سے لڑی رہے
گھڑیال بھی بنوں تو وہ صدمہ نصیب ہون	پڑتی جگر پہ چوٹ مرے ہر گھڑی رہے

ای شاد مفلسی میں بھی لازم ہی دل غنی
ہر چند ہاتھ تنگ ہو ہمت بڑی رہے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
لٹ گئے ہو کے مسی زلف معنبر والے	بانکی لیتے ہی رہے بال وہ گھونگر والے
کمد و بالین پہ نہ آئیں ابھی باہر والے	رو رہے ہیں مری تربت پہ مرے گھر والے
غور کر بام سے داغ دل روشن کو مرے	چاند نکلا ہی ذرا دیکھ تو اوپر والے
گردش چشم جدا اوس ترک کی دکھیں چکر آئین	سنگ انداز سیاہی ہون کہ چکر والے
اوس صنم کے نہیں ابرو کے تلے مردم چشم	کالوزین روش پہ ٹکے ہیں یہ کالوز والے
بال اپنے وہ بناتے ہیں سمجھتا میں ہوں	سانپ ہاتھوں پہ کھلاتے ہیں یہ منتر والے

وحشی چشم جدا ای شاد دکھائی دیجائے
ڈھیلے آنکھوں کے لگائیں ابھی پتھر والے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن
رفتار جب کمیت نفس کی بگڑ گئی	جیسے ٹھہر اوسپہ ران جمائی اوکھڑ گئی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

پروانے کی حضور سر شمع کٹ گیا
صندل جو اوسکے گھس کے لگا یار قیب نے
باتین چبا چبا کے جو کرتے جوان تھے
فردا ے حشر وعدہ دیدار یار ہے
تاثیر دیکھنا مرے بخت سیاہ کی

نقرا جلی کٹی کا وہ گلگیر جڑ گئی
ہمنے ملے یہ ہاتھ ہتھیلی رگڑ گئی
روئے وہ ڈاڑھین مار کے جب ڈاڑھ اوکھڑ گئی
اوسدن لڑیگی آنکھ جو تقدیر لڑ گئی
کھلی ہوئی وہ شال جہان آنکھ لڑ گئی

وہ سخت جان ہون شاد کہ ہنگام کشتنی
خنجر جو خنجری پہ چلا یار ڈھ جھڑ گئی

بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع	فاعلاتن مفا علن فعلن
دزد دہر خوبرو مثیا ہے	مجکو عیسائیون نے موسا ہے
یہ توکل سے حال اپنا ہے	آئی روزی نہین تو روزا ہے
غنچہ شکل دہن ہے گو نگا ہے	ہمہ تن گوش گل ہے بہرا ہے
حال بلبل کہون شنون کس سے	بولتا ہے نہ کوئی ہنستا ہے
آرسی کو جو کچھ نہین کہتا	سادہ رو منہ یہ مجکو تیرا ہے
موت سر پہ ہے ہوشیار اے خضر	زندگانی کا کیا بھروسا ہے
خار غم سے ہے یون حیات اپنی	جیسے مچھلی کی جان کانٹا ہے

مخمس

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

تیغ یارب حور کوئی دل لگی کے واسطے — گنج مرقد مین لکیلے جی جو گھبرانے لگے

لال غصے مین وہ جسدم صورت لیلی ہوا — بید مجنون سے تن عشاق تھرانے لگے

یا الٰہی خار غم اتنا تو پُر تاثیر ہو — نالۂ بلبل گلون کے دلکو برمانے لگے

زلف بل کھائی جو اونکی دل نے کھایا پیچ و تاب — دم مرا اولجھا وہ جسدم بال سلجھانے لگے

جھوم کر آئے جو بادل سے شہید ناز پر — ابر کی صورت جھما جھم تیغ برسانے لگے

کی نہ گردون کی شکایت فاقہ مستی مین بھی شاد — رنج و غم جو رزق قسمت سے ملا کھانے لگے

بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

دکھا دل بھی ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے — ادھر بھی اُٹھا درد اودھر ہوتے ہوتے

جوانی کا جوبن ڈھلا دن کی صورت — زوال آگیا دوپہر ہوتے ہوتے

دل نامراد اک ہزار آرزو ہین — اسے چاہیے عمر بھر ہوتے ہوتے

بنانے مین زنجیر یا طوق گردن — بنے حلقہ حلقہ بھنور ہوتے ہوتے

وہ جا اپنے پہلو مین دے ہی مشکل — جو ہوگا بھی تو دلمین گھر ہوتے ہوتے

حرم جاتے جاتے گئے میکدے مین — ادھر ہو گئے شاد اودھر ہوتے ہوتے

مین رویا مین بھی اوسکے جاتا جہان ہون
وہین چونک پڑتا ہے وہ سوتے سوتے

ہر انخل الفت کا ہونا تو کیسا
ہوے خشک ہم یہ شجر بوتے بوتے

عجب کیا کرے گر جہنم کو ٹھنڈا
ہر اشک ندامت بھگوتے بھگوتے

وہ سیکش ہون اس باغ مین مثل شبنم
کٹی جسکی تر دامنی دھوتے دھوتے

سدا وصف در گوش جانا نہین گذری
لڑی موتیون کی پروتے پروتے

الٰہی وہ جاگے شب وصل جسدم
تو سو جائین پاؤن سحر ہوتے ہوتے

ہوا خود وہ اے شاد غرق ندامت
ہمین بحر غم مین ڈبوتے ڈبوتے

بحر ہزج مسدس محذوف — مفاعیلن مفاعیلن فعولن

عبث نازان ہین وہ جنکی بنی ہے
بگڑ جاے جو وہ تو یہ بھلی ہے

بشر کیا محو جسکی آرسی ہے
یہ صورت اوس حسین کی موہنی ہے

دل نالان کو جب چپ کی لگی ہے
دہن کو منھ بھرے چھالون نے دی ہے

یہ جامہ زیب پیوند زمین ہین
کہ چادر خاک کی گدڑی ہوئی ہے

ہنسی آئے نہ کیون زخم جگر کو
مری ناخن خراشی گدگدی ہے

وہی ہے بیت مجنون کے لائق
پڑی ہاتھون مین جسکے ہتھکڑی ہے

مخمس

بحر رجز مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

روئے کو میں ہوا بارش تا رانکے مقابل
جی جاؤں کہ مرجاؤں میں اس نالہ کشی سے
ٹپکیں ہو سیں کیوں نہ پسینے سے ہمارے
سینے پہ دھرے ہاتھ نہ مجھ سوختہ جاں کے
قاضی کا ارادہ ہی کہ لے می کا مچلکہ

آنسو جو تھمے دیدۂ پُرنم تو ہنسی ہی
نتھنوں میں ہی دم نی کی طرح ناک میں جی ہی
ہر رونگٹے سے خواہش دل پھوٹ بہی ہی
پہلو میں کلیجے کی جگہ آگ دبی ہی
تو بہ درمیخانہ پہ دینے کو ڈھئی ہی

اب شاد غزل اور کہو قید ردی میں
اسکے تو سب ابیات میں الطاف جلی ہی

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

غنچہ دہنوں کی جو مسی دیکھ جلی ہی
سرکٹ گئے اک الفت کاکل میں ہزاروں
آنسو تھمے مژگاں پہ جمے لخت جگر بھی
کیونکر رہوں ہر دم نہ ہم آغوش تمنا
حسن مہ نو کم نہو ناخن کے بڑھے سے
فرہاد سے پوچھے کوئی الفت کی بلا کو
کاٹھی اسے کہتے ہیں کہ چھایا ہی بڑھاپا

کنگھی انھیں باتوں سے سیہ وا زلی ہی
وہ رات کو گھمسان کی تلوار چلی ہی
پھولی ہوئی ٹہنی ہی کوئی شاخ پھلی ہی
جو خواہش دل ہی مری گودی کی پلی ہی
جو بات بری بھی ہی حسینوں کی بھلی ہی
جب بھینٹ میں لی جان ہی تب سر سے ٹلی ہی
او سپر زن دنیا نہیں جوبن سے ڈھلی ہی

اس غزل مین قافیہ دال بستہ یعنے باندہ ہی

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
رشک لسے کہتے ہین دشمن ہے دلی بیر تو ہی	عکس آئینے مین دیکھا تو کہا غیر تو ہی
! ربیڑا شب غم ہو کہ نہو تیغ کے گھاٹ	دل مرا بحر شہادت کو گیا پیر تو ہی
بے اجل خال کی گولی سے مرین یا نہ مرین	نالۂ دل کا رقیبون پہ رفل فیر تو ہی
غم نہین خاطر جانان مین نہو جا میری	میرے دشمن کے مکین دلمین مرا بیر تو ہی
حلق پہ خنجر ابرو ہو روان یا کہ نہو	جگر و دل مین گئے تیغ نظر تیر تو ہی

صفت میر سراپا نہین کہتا ای شاد
پر مری بندش اشعار کا سر پیر تو ہی

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
جبکہ ہم بیمار ہین غم نے اوسے بھی رانده ہی	ہو چکا درمان مسیحا آپ ہی درمانده ہی
جیتے جی کیا مر گئے پر بھی وبال دوش ہی	جو مری میت اوٹھاتا ہی وہ دیتا کانده ہی
تا قیامت گردش تقدیر جانے کی نہین	اپنی برگشتہ نصیبی نے وہ چرخا نانده ہی
ہی عیان ہر شی سے دکھلائی نہین دیتا مگر	واہ رے وحشت بند کیا سبکی نظر کو بانده ہی
ہم ادھر بیتاب وہ دھر وہ برقوش بیتاب ہی	کوندتی بجلی کسی جانب لپکتا کانده ہی
اوڑ گیا یک یک سے ہم نازک مزاجو کا دماغ	پند گو چپ رہ کہا تھا تو نے قصہ نانده ہی

بحر رمل مسدس محذوف

بحر مضارع

مخمس مجنون مقطوع

فعلن فعلاتن فعلن فعلن

نہین ظالم کو عیب عریانی
میان سے ننگی تیغ باہر ہے

خضر کہتے ہین کیون مین عشق کرون
کچھ مجھے اپنی جان دوبھر ہے

نہین معلوم مرغ قبلہ نما
کانپتا کسکے ڈر سے تھرتھر ہے

گردش چشم کیون کرے نہ ہلاک
قتل کرتا سکھون کا چکر ہے

ذی مراتب ہین جتنے خانہ بدوش
دیکھ مردم کا آنکھ مین گھر ہے

آتش حسن کو ثبات نہین
کہ فروغ شرار دم بھر ہے

کیا مین دست دعا اٹھاؤن شاد
دل پہ اک ہاتھ اک جگر پر ہے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

دل کی جگر کی سینے کی پہلو کی جان کی
آنسو بجھائے آگ یہ کس کس مکان کی

اولٹا یہ دل ہے یاد مین اوس لامکان کی
پوچھو زمین کی تو کہون آسمان کی

لب پر ہو آہ و نالہ جو امنڈے سیاہ اشک
رہتی ہے ساتھ فوج کے جوڑی نشان کی

آنکھین پھرائیے نہ بوہت قتل کیجیے
تیغ نگاہ کو نہین حاجت ہے سان کی

گردن کو سرکشون کی ضعیفی جھکائیگی
دو دن اومنگ پر ہے جوانی جوان کی

اے بت شکن خدا کے لیے ذو الفقار روک
ناقوس دے رہے ہین صدا الامان کی

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مسدس محذوف
دور دورِ جام ہی جم جم رہے	لب بلب بنت العنب ہر دم رہے
اوس سہی قامت کا بھرتے دم رہے	ذکر قمری بھی جو کرتے ہم رہے
جس جگہ وصولی رمائی رم رہے	دود خط ہو یا دخان زلف ہو
لعل لب سے رنگ مین مدغم رہے	شوخ کیسا ہی عقیق سرخ ہو
پھر نہ اوٹھے لیس ہو کر جم رہے	ناتوانی نے بٹھایا جس جگہ
کھل گیا منہ اشک سے بم تھم رہے	جب مین رویا بارش باران ہوئی

شاد بیچھا کرکے غول نفس کا
راہ حق بھولے بھٹکتے ہم رہے

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مثمن محذوف
ہم ہوے ناخواندہ مہمان ہاتھ دھو کر جان سے	زخم کھانیکو کہا قاتل نے جس مہمان سے
ہی دل بے آرزو خالی مرا ارمان سے	نامرادانہ بسر کرتا ہون اطمینان سے
پاؤن سو جائین تو سر پھرنے لگے وران سے	ہون وہ آوارہ کبھی گردش نصیبونکی نجائے
کا کلین سرگوشیان کرتی ہین اوسکے کان سے	فارغ البالی ہم و غم سے ہو کیونکر مو بمو
خون ناحق بیگناہ ہو تو دھو دامان سے	مدعی کوئی نہ ابجو قاتل گریبان گیر ہو

بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع

فاعلاتن مفاعلن فعلن

بحر مجتث مثمن مقطوع

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

آبدیدہ جو اشک آتا ہے	دل کی لاتا مگر ستانی ہے
شبنمی قبر پہ ہو تو ہو	آسمان نے تو پال تالی ہے

اوس شہ حسن کا بھلا ہو شاد
ہم فقیروں کی بس یہ بانی ہے

بحر مجتث مثمن مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
جو مرغ دل کے پھنسا تیکو اوسنے بنوٹ کی	کریگی لاکھوں ہی لٹکے وہ زلف اگر لٹکی
بس فنا بھی یہ لیکا ہے دیدبازی کا	کہ مر چکا ہوں پر آنکھوں میں جان ہے اٹکی
کھنچا ہے جب مری چشم پر آب کا نقشہ	مصوروں نے بنائی شبیہ پنگھٹ کی
چھپائیے رخ روشن کہوں تو کہتا ہے	دلہن چراغ کی پابند کب ہے گھونگھٹ کی
کھٹک مژہ کی فقط اک نہیں کلیجے میں	جب اوٹھنے آئی مری آنکھ رات بھر کھٹکی
شکستہ دل ہوں وہ جبدم بلائیں لیتا ہوں	تو پور پور سے آتی صدا ہے چٹ چٹ کی
محال ہے جو پھنسے مرغ دل وہ پھر چھوٹے	کہ زلف دام ہے جوڑا ہے مو بمو چٹکی
چڑھی جو عرس میں کچھ گھڑے کی صوفی کو	بنائی ڈھونڈھ کے گاگر شراب کی مٹکی
پھنسے کبھی نہ ہزار باتیوں کے پھندے میں	چھٹی جو شیخ سے قاضی سے دختِ رز اٹکی

جو راستی پہ اک اہل زمین نہیں اے شاد

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن

غیر کو جب سے نگاہون پہ چڑھایا تو نے
گر گئے ہم صفت اشک تری آنکھون سے

سوزن و خار ہین کیا عشق مژہ مین ہر دم
تم کرو تیز تو کھاؤن مین چھری آنکھون سے

ای صنم تو ہی وہ بمثل جو دیکھے تجکو
ایک احول کو دکھائی دے پھری آنکھون سے

پانی پانی ہو خجالت سے ہر اک چشم حباب
جو مقابل ہو مری اشک بھری آنکھون سے

ہنس کے اوس شوخ نے جب غیر کو دیکھا ای شاد
خرمن دل پہ مرے برق گری آنکھون سے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اوس شہ حسن کو دیکھے جو ذری آنکھون سے
دل و جان نذر کرین حور و پری آنکھون سے

ہر مژہ تیز کرے مجھپہ چھری آنکھون سے
ای صنم تجکو مین دیکھون جو بری آنکھون سے

نزع مین بھی ہی وہی گردش قسمت باقی
کجروی بخت کی ظاہر ہی پھری آنکھون سے

خون رگ رگ مین سراپا مرے دوڑا تو کیا
جو کوئی بوند لہو کی نہ گری آنکھون سے

اسلیے سونے پہ مائل ہی وہ پیت پھلکی رات
فتنہ بیدار ہو نیند بھری آنکھون سے

جل بجھا کہہ تو سہی کون پتنگا ایسا
اشک بہتے ہین جو ای شمع تری آنکھون سے

ہی جو منظور نظر جلوہ دیدار خدا
دیکھ حق مین سوے اصنام مری آنکھون سے

آنکھین پھوٹین مری یاد ام کیصو ترا ای بت
تیری آنکھون کو جو دیکھون مین بری آنکھون سے

ای شاد تاک مین تجھے ہمارسے کہ واعظین
بگڑے گئے جو بنت عنب سے بگڑ گئے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

جھولتے ہمتو فراق بت پرفن مین رہے
عہد طفلی سے جنون بت پرفن مین رہے
حسن کاکل جو ضعیفی سے گھٹے ہی یہ محال
لاکھ چاہا کہ کھلے عقدۂ خاموشی یار
دل شکستون کی نکیون آنکھ سے آنسو ٹپکین
خوش اڑائی سے مرے یار کے ایسا ہی رقیب
ہون وہ برگشتہ مقدر جسے پھرتے گذرے
رے سکے نام بہادر کا نہ ہرگز نامرد

پینگ غیرون سے بڑھے یار کے ساون مین گئے
طوق پہنے ہوئے مست کے لڑکپن مین رہے
سم جو خلقی ہو ہمیشہ وہی ناگن مین رہے
گتھی سلجھی نہ دہن کی اسی الجھن مین رہے
قطرۂ آب ٹوٹے ہوئے برتن مین رہے
سوکھ کر ساہی کا کانٹا ہو تو نانگھن مین رہے
میری مٹی کا جو دانہ کسی خرمن مین رہے
میان شمشیر برہنہ ہے جدا رن مین رہے

خاکسارون سے ہمین انس ہی ای شاد ازلی
لوٹ مٹی کے کھلونون پہ لڑکپن مین ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیکھکر سانولی صورت کسی متوالی کی
بول اوٹھتا ہون مین بیساختہ جی کالی کی

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

معلوم یہ کسے ہی کل کیا ہی آج کیا ہی

اسکے پر کیا ہیدا کسی گدا کے ساتھ ہی
گو زمین پیاسا ہی اک زر دار خالی ہاتھ ہی
صبح کی صورت ازل سے مین گریبان چاک ہون
چھٹی دامن کا مرے دست جنون ساتھ ہی
وہ شرف انسان رکھتا ہی کہ بعد مرگ بھی

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
سیکڑون خوش چشم ہین لیکن تری کیا بات ہی	سر بسر بیتے ہین پر چیتون ہی چیتون بھات ہی
توڑ ڈالی بت پندار اوسکی ذات ہی	جسنے کعبے مین سر عزا پہ ماری لات ہی
رو رہا ہون مین چلے تم زلف بکھرا کر کہان	مینھ برستا ہی گھٹا چھائی ہی کالی رات ہی
چین پیشانی سے اوسکے موج دریا آب آب	پانی پانی بلبلے مین گول ایسی گات ہی
اشک ریزی سے کوئی دم چشم تر خالی نہین	رو رہا ہون مین زمانے مین جھری برسات ہی
عاشقو ہشیار رہا ہون ہاتھ وہ دزد حنا	غافلونکے دل چرانے کی لگائے گھات ہی

سب طرحکی اوسکو قدرت ہی خدا چاہے تو شاد
بے دہانی پر جو چیت باتین کرین کیا بات ہی

بحر مضارع مثمن اخرب	مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن
قول اوس دروغ گو کا کوئی بھی سچ ہوا ہی	واعظ جہان بھر کا جھوٹا لبار رہا ہی
کعبے مین جس حسین کا لگتا نہین پتا ہی	ملجاے بتکدے مین جو وہ صنم خدا ہی
پوجا نہ کر بتون کو اپنی ہی کر پرستش	اے بت پرست پتلا تو بھی تو خاک کا ہی
رگ رگ مین یہ بدھی ہی گرد ملال خاطر	وہ صید ہون کہ جسکا سب گوشت کر کرا ہی
عمر رواں ہی مثل موج روان گریزان	بحر جہان مین انسان پانی کا بلبلا ہی

بحر رمل مثمن مخبون محذوف
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بحر رمل مسدس مخدوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

غم بھی کھانے کو جو کہتا ہون دباتے ہین گلا	طوق گردن نہوے حلق کے دربان ہوے
بوے مل نکہت گل موج روان ریگ چمان	عدم آباد سے جو آسکے پریشان ہوے
ہم غریبون کے نہ بسنے کا زمانہ پوچھو	ایک مدت ہوئی اُجڑے ہوے ویران ہوے
بوسہ دینے مین ہمیشہ سے کمی اوسنے کی	مجھ پُرارمان کے نہ پورے کبھی ارمان ہوے
مے پلا پیر مغان جلد میان رمضان	توبہ بادہ کشی کرکے پشیمان ہوے
ہر نفس آمد و شد ہے یہ میان دُنیا	صبح رخصت ہوے جو شام کو مہمان ہوے

مین وہ ہُشیار ہون ای شاد برائے تعلیم
گوشمالی ہوئی اورونکو مرے کان ہوے

بحر مجتث مثمن مقطوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن
کمر جو قتل پہ باندھے فلک جہان مین ہے	چھپا ہوا کوئی سفاک آسمان مین ہے
جو کر رہے ہین خدائی مرے گمان مین ہے	ضرور سنکھ نے پھونکا ہے تونکے کان مین ہے
وہ کون بات ہے ایسی نہین جو قرآن مین	تو وہ غنی ہے کہ سب کچھ تری زبان مین ہے
عجیب شہر خموشان اوجاڑ بستی ہے	چراغ بھی نہین جلتا کسی مکان مین ہے
متاع سینہ شگافی و جنس شق جگری	دل شکستہ کی ٹوٹی ہوئی دکان مین ہے
گریز کی ہے سند ادخت رز سے واعظ نے	یہ بوالہوس کبھی ٹھہرا ابھی امتحان مین ہے

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

سیپیونکے دل مین تبخالا ہے	تو جو ہنس دے دلمین یہ گوہر جلے

کوئی شی ٹوٹے درست ای شاد ہو
دل جو پھوٹے آبلہ سا کیا ہے

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دکھتی ہے جب گھڑی پروانے تک لو آئی ہے	شمع محفل کیا تری آنکھون مین چربی چھائی ہے
برق ہے حسن تبسم سے نہین شرمائی ہے	نجم دندان سے در غلطان نے منہ کی کھائی ہے
قید ہستی سے تنگ آیا ہون جلد اے موت آ	زندگانی سے طبیعت ہجر مین گھبرائی ہے
اک تو آفت تھا وہین بچپن مین وہ محشر خرام	قامت بالا نے بڑھتے ہی قیامت ڈھائی ہے
مر گیا ہون مین عروس قبر کرتی ہے نثار	وصل مین دو دن تھا دھن مین ہی پاتا پائی ہے
جب دل صد چاک الجھتا ہے یہ کہتی ہے بلا	شانہ اوس کاکل کے سر چڑھتا ہے شامت آئی ہے
آنکھین کھولو اہل مرقد صبح محشر ہے نمود	غافلو چونکو کہانکی نیستی پھیلائی ہے
کروٹین لیتے ہین مر مرکے خوابگاہ قبر مین	یا الٰہی کسنے یہ سوتے مین لی انگڑائی ہے
یاد مین رو ئیے تر دامنی کو دھوئیے	ابر رحمت جھوم کے آیا ہے بدلی چھائی ہے
جسم مین آتی نہ تھی یا روح اب جاتے ہوئے	پاؤن پھیلاتی ہے کیا کیا فیل کیسا لائی ہے
رنج و راحت سے نہین خالی ہے نیرنگ بہار	گل شگفتہ ہین مرے دل کی کلی مرجھائی ہے

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

آفتابی رخ کے جلوے سے دل اپنا سیر ہے	دن دوپہرے لوٹتا ہے زلف کیسا اندھیر ہے
جبکہ وہ عرش آستان ہے اسکی شہرت سے قرین	جو نہ اوس تک رسا قسمت کا اوسکی پھیر ہے
اپنی ٹاٹ کا سمجھ کر کوہکن سے ہم ضرور	سر پھٹول کرتے ہین ہوتی جہان مٹ بھیڑ ہے
ٹھیک ہے ہم غمزدون کے جا متیج و الم	خلعت شادی بہت کوتاہ ہے کم گھیر ہے
خانہ تنگی خرابی جائے گورستان مین دیکھ	خاک کا ٹیلہ ہے مٹی کا کسی جا ڈھیر ہے
دیکھے تو چشم فنا سے صعوبت حال حباب	ای خضر دم بھر مین عمر جاودانی تیر ہے
نازنین شاید ملے ہین اس چمن کی خاک مین	جو درخت سدرہ کا نازک بدن ہر بیر ہے

جز علی ای شاد حل ہوگی نہ یہ مشکل مری
مین وہ سلمان ہون کلاب نفس جسپر شیر ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

چشم پرنم کہون کیونکر نہین تر ہونے کی	مین وہ گریان ہون کہ عادت ہے جسے رونیکی
دل لیا ہے جو ہمارا اوسے برباد نہ کر	ای صنم ہاتھ سے یہ چیز نہین کھونے کی
ابر ترکی نہ مٹی جرم قمر بارش سے	چشم پرنم نہین داغ جگر ہی دھونے کی
یا الٰہی یہ حسینون کی سمجھ اولٹی ہو	جو بدی غیر کرین حق مین مرے ہونیکی
ہم یونہین چشم فسون ساز کے دیوانے ہین	فکر جادو کی کرین آپ نہ کچھ ٹونے کی

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

مجھ رہے ہین داغ دل تربت مین جلانیکے لیے
روشنی کل ہو رہی ہی نیند آنیکے لیے

آسیا کہتی ہی یہ غم کھانا نہ دانے کے لیے
منھ دیا ہی جسنے بھیجیگا وہ کھانیکے لیے

سینہ زن ہو یا نکوئی غم مین مجھ ناشاد کی
نقش پا کافی ہی سر پر خاک اڑانیکے لیے

شمع روے یار و شمع بزم مین اتنا ہی فرق
وہ تو جلنے کے لیے ہی یہ جلانیکے لیے

برق و باران سے ہی خلقت عاشق و معشوق کی
وہ ہنسنے کو ہم آنسو بہانے کے لیے

کل جو نگہ گیرون مین سوے آج اونکی قبر پر
لکڑیان تنتی ہین جالا شامیانیکے لیے

وہ جوانہ مرگ ہون جسکے لیے زال لحد
کھولے ہی آغوش پہلو مین سلانیکے لیے

ہم سے بختو نکو بستر کی نہین کچھ احتیاج
سایے کی کملی ہی کافی ہی بچھانیکے لیے

کیا یہان ٹھہرین مثال آمد و رفت نفس
آئے ہین اے شاد ہم دنیا سے جانیکے لیے

قطعات

نہ امیرون کی امیری بہتر
نہ وزیرون کی وزیری بہتر

ہر تونگر سے بگڑ جانے کو
بن پڑے کی ہی فقیری بہتر

قطعہ

عریان جو وہ مجھ پہ تیغ چھوڑے
یہ کہکے مثل نگاہ موڑے

شرم عریان تنی ہو کیا ہمکو	ایک حمام مین ہین ہم سب ننگے

قطعہ

ایک گردن ہی بڑھاپے مین نہین ہلتی ہی	سرنگون پشت خمیدہ ہی کمر دوہری ہی
دختر رز کی عبث تاک مین ہی تو ای شیخ	اونٹ رے اونٹ تری کونسی کل سیدھی ہی

قطعہ

ہر خریدار جنون ایسا ہی	گرم بازاری مجنون کیا ہی
بستۂ زلف ہین درے کھاتے	مارے باندھے کا یہی سودا ہی

قطعہ

زیر و زبر اوس مژہ سے گر ہی	دل کو کسی بھل نہین مفر ہی
نیچے ہو چھری کے یا ہو اوپر	خربوزے کا ہر طرح ضرر ہی

قطعہ

لب نازک سے لاگ جو رکھے	کانٹے گلبرگ دلمین یو رکھے
اوس دہن کو کبھی نہ پہونچیگا	غنچہ شبنم سے منھ کو دھو رکھے

قطعہ

بہار آتے ہی رنگ لاتے ہین ہم	بسنت اوس پر یکو دکھاتے ہین ہم

قطعہ

رباعیات

شوریدہ سری کا شور کرکے دیکھا

مجنون کے جنون کا زور کرکے دیکھا

اے شاہ وجود کو سب کی زبان [illegible] گویا

رباعی

[illegible]

رباعی

عاشق ہو وہ جان اپنی [illegible]

رباعی

قاصد روتا اگر نہیں جاتا ہے
اس نے کی معطر وہ خبر لاتا ہے
شاید مہوس دل ہوا کشتہ کوئی
[illegible] آتا ہے

رباعی

نادر ہے وہ شاہ [illegible] ہے
[illegible] دار کیا ہے

	ناچا جنگل میں مور کس نے دیکھا	صحرا میں طپان قیس ہے پیش لیلیٰ	

رباعی

	ہے نشہ سے سرخ آنکھ دکھانے کے لیے	افیون منگاتا ہے بہانے کے لیے	
	چھینٹے دیتا ہے دل جلانے کے لیے	پیتا ہے مدک غیر کے ساتھ اور یہیں	

رباعی

	جیتا نہ بچے گا کوئی بوڑھا بالا	دیکھے گا وہ تیر گانکو جو کر کے بھالا	
	یہ تیر نہیں جائیں گے بالا بالا	چھانینگے جگر نیچی نگاہوں کے خدنگ	

رباعی

	میت کو مری چاہیے کیا مر کر گور	اے گور کنو بار ہے گر تم پر گور	
	یہ مردہ دلی سے میں ہوں زندہ در گور	مدفن ہے مرا گرد ملال خاطر	

رباعی

	سائے سے مرے بوم بھی رم کرتا ہے	بلبل ہوں وہ منحوس نصیب ایسا ہے	
	مجھ سبز قدم کا یہ برا اپھرا ہے	وہ خارگلستان ہوں جہاں پاؤں رکھوں	

رباعی

	دل دولت کونین کو پائے گویا	وصلت میں وہ باتیں جو بنا گویا	

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

فدا حسین قضا کر گئے ہزار افسوس

اک آنکھ سے منھ چھپا کے دیکھا تو کھلا	کرتا ہے وہ شوخ چشم کا نا پروا

رباعی

کچھ غم نہیں عصیاں کا جو گل پھولا ہے	دست کرم حق کو ید طولا ہے
رحمت پہ مجھے ناز ہے اے زاہد خشک	تو یاد الٰہی پہ عبث پھولا ہے

رباعی

پیکاں سے جو اک بوند بھی پایا پانی	زخموں کے دہن نے وہ چرایا پانی
کیا لذت غم گاں ہے جو دیکھے کانٹے	منھ میں مرے چھالوں کے بھر آیا پانی

رباعی

جو دولت دیدار سے جاناں لوٹیں	وہ آئینے جتنے ہوں برابر ٹوٹیں
عینک ہو کہ دوربیں ہو کوئی اے شاد	دیکھے جو اسے بد نظر آنکھیں پھوٹیں

قطعات تاریخ

تاریخ وفات حکیم مسیح الدولہ

جب مسیح الدولہ بقراط جہان	دار دنیا سے گئے سوے جنان
بالمضاعف یہ ہوا مصراع سال	عیسی دوران مسیحاے زمان

۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات شیخ فدا حسین کتاب خوان شاہی

جب کلیات نظم سحر معدن سخن
مطبوع کارخانۂ رونق فزا ہوا

تاریخ وفات حکیم اچھے صاحب

حیف حکیم ہائے ہائے داغ یتیم آہ و آہ ۱۲۸۵

شادی سے جب فنا کی وہ ہوئے نقل سنین

ختم ہے بیمار ہوا وہ نظر آہ و آہ

ابن اخی نوجوان رنج سے خستہ جان

تاریخ وفات برادر زادہ مصنف

سنہ ہم کو تم خدا ہی کی دی ہی ۱۲۶۹

[illegible] عیسوی سال یہ دیکھ لی

معنی طراز صورت مانی ہر اک غزل	ہر ایک بند لبستہ دلوں کا گرہ کشا
ہر قطع وہ بجا ئے خوبی ہی جسپہ قطع	ہر چار بیت چار حد رکن اربعا
ہر مثنوی ریاض سخن گلشن کلام	اشعار ہر قصیدہ گل مدحت وثنا
ہی بخیۂ عروس سخن ہر مخمسے	شش شد مسدسونکی صفائے ہر آئنا
فکر دو سال ختم شروع اک ذرا جو کی	تاریخ دیکھیے کہ ریاض سحر چھپا ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات زوجہ نواب قاسم علیخان صاحب

زوجۂ قاسم علیخان بہادر نامدار	بود بنت سرفراز الدولہ فیاض زمان
آسیہ عصمت بدو سارا صفت عفت مآب	پاک اس ثانئ بلقیس وحوا توجوان
شانزدہ تاریخ شعبان روز جمعہ وقت شب	چون سوئے باغ ارم گشتہ از ین ارجہان
بہر تاریخ وفاتش شاد گفتہ مصرعہ	ہم نشین مریم و زہرا بود اندر جنان ۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات مرزا سلامت علی صاحب دبیر

اب ہی افسانہ جناب دبیر	مرثیہ گو رہا نہین کوئی
کیون نہ تاریک ہو جہان ہے سال	گل ہوئی شمع مرثیہ گوئی ۱۲۹۲ھ

تاریخ سند یافتن مرزا مہر از ولیسرا

وکیل سخنور جو ہین مہر نامی	سند نیکنامی کی اونکو ملی ہی

جسم حکیم اچھے صاحب [illegible]

یار نے جہان سے اچھے صاحب جوان صالح

لکھی جو سال ہجری مصرع فارسی میں

یک گشت نوجوانی از اہل شباب جنت ۱۲۸۵

تاریخ وفات شیخ امداد علی صاحب

[illegible]

تاریخ [illegible]

[illegible] ۱۲۹۶ھ

تاریخ تکیہ [illegible]

[illegible] ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ انتقال محمد واجد علیشاہ بادشاہ اودھ اعلی اللہ مقامہ و نور اللہ مرقدہ

اختر برج دادشاہ اودھ	ہوگئے خلد آشیانی ہائے
بے سر ہوش شاد لکھہ تاریخ	گل چراغ اودھ ہوا ہوائے

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال شاعر کہنہ مشق جناب شیخ فدا علی صاحب عیش شاگرد حضرت عرش مغفور

۱۳۰۵ھ

عیش سخنور روز دوشنبہ چون بمہ ذیقعدہ بمرد	بلبل پر وحش گشت پریدہ سوی ارم زین دار جہان
شاد بزد چون پای قضا شد سال وفاتش چار رمضان	نخل طوبی حلہ جنت حور بہشتی عیش جنان

قطعات تاریخ انتقال حضرت مصنف مغفور از نتائج افکار گہر بار شعرای نازک خیال و اساتذہ عدیم المثال

۱۳۱۶ھ

جناب سید الفت علی صاحب رئیس قصبہ اسیمٹھی

دنیاست رباط ما غریبان	گاہی این آمد و گاہ آن رفت
افسوس سخنوری سفر کرد	صد حیف وحید این زمان رفت
جان آخر و اولش محمد	این گونہ زنام و نشان رفت
ما راز لکھنؤ حبیبی	بنوشت کہ شاد از جہان رفت

شاعر بے نظیر پیرو میر	طبع جنکی تھی علت ایجاد
نظم کی یون شبیہ کھینچتے تھے	سرنگون جس سے خامۂ بہزاد
لکھو تاریخ رحلت ای محشر	اوٹھ گیا صاحب وقار استاد ۱۳۱۴ھ

جناب نواب مرزا محمد زکی خانصاحب بہادر

محمد جان خوشگو پیرو میر	کہ حاضر طبع شد اوستاد غائب
کلام بیمثالش ہست موجود	مگر آن صاحب ارشاد غائب
ششم ماہ دوشنبہ شہر رابع	شد از باغ جہان شمشاد غائب
حضور عرش رفت و سال غم شد	دل شاد است مثل شاد غائب ۱۳۱۴ھ

جناب مولوی سید افضال حسین صاحب نجم متوطن سیتاپور اوستاد و اتالیق صاحبزادگان والاشان راجہ صاحب بہادر والی محمود آباد دام اقبالہم

سرمایۂ نظم و شاعری شاد	گو باعث نازش سخن شد
در بزم فصاحت و بلاغت	روشن چون شمع انجمن شد
روز ششم ربیع آخر	تاریخ گمان لاحق بدن شد
روزی مرضش نمود رحلت	چون باد بہار زین چمن شد

اس زمانہ میں کہاں ایسے ہیں استاد شفیق
باندھے مداری کی گرہیں فنا گر دکی جو ہر زبان
صد حیف چاند لگا ہاے جو دل پاتے وہ صد چاک ہے
آہ وزاری میں ہر اک سے مصروف ہیں اہل جہان
حیف اس دنیا میں لمحے کا نہیں اب متصل سیج خوان
آرزو میں اور لے وہ اور راق زمین و آسمان
سے گدائی یا امیری جسکو ہو چاہے خدا

عجیب شاعر شیرین زبان محاورہ دان	نبود ہمسر او زیر این رواق ہفت
چنان بریختہ وہم شل مہارت داشت	رفیع و تمیز بجان اندر مدح خوان یکدست
بسر چہ کرد باجاب عمر بادل شاد	بنظم شاد تخلص پسند خاطر گشت
خلیق و قانع و پابند وضع و دوست نواز	زعمر پاک چو ہفتاد و پنج سال گذشت
بہ بزم بود کہ فورا مواد فالج ریخت	بخانہ رفت و سر شام رخت ہستی بست
شب دوشنبہ و ہم ششم ربیع دوم	سوی بہشت شد از جہان کشیدہ رخت
چرا دلم نہ بدرد فراق او نالد	مدام داشت باین کمترین خلوص نشست
ہمرا چو جست سن مرگ و حال رفتن دہر	بگفت ہاتف غیبی کہ شاد شاد برفت ۱۳۱۰ھ

قصیدہ در صنعت توشیع مشعر تعزیت از حضرت رونق لکھنوی

جاے عبرت ہے کوئی گریان ہے کوئی شادمان	نوش دکھلا کر لگاتا نیش ہے یہ آسمان
اندنون ہے گرم بازاری کچھ ایسی موت کی	بیشتر اس دور میں ہیں سینہ زن ماتم کنان
شمع بزم شاعری افسردہ کچھ ایسی ہوئی	یاس سے نیرنگ آخر ہو گیا رنگ جہان
خون کے آنسو نہ کیونکر چشم خامہ سے بہیں	مندرج کرتا ہوں میں مرگ امیر شاعران
حیطۂ اظہار کے باہر ہے جوش رنج و غم	مورث امیر سخنور بھی ہوا خلد آشیان
درد کا خوگر نہ کیوں ہو آدمی زیر فلک	جب نہ ہو جور حوادث سے کوئی دل شادمان

تبرکی میں ہوئے پیدا رونق مسیب صبر ہا
اٹھائے شاد رونق مسیب صبر جان

قطعات تاریخ طبع دیوان ہذا
از جناب حکیم سید علی محسن خان صاحب
از جناب ... از حضرت شاد

سخن بیمعنی زبان اوستادیت
آہ چون ... طبعش ... شادی
علیسوی سال ... مصرع گفت

جناب سید کاظم حسین صاحب لکھنوی

حضرت شاد کا نہیں دیوان
مجموعہ شاعری کا دریا ہے

سخن بیمثال اچھا ہے ۱۳۱۳ھ

جناب سید خورشید حسن صاحب رونق لکھنوی

یادگار جناب میر تھے وہ
لکھنؤ مشقی اونھین کو زیبا تھی
دفعتہً موت آ گئی او نکو
یادگار اپنے چھوڑ کچھ اشعار
اونھین اشعار آبدار کو پھر
جبکہ دیوان ہوگیا کامل
ہین جو سید محمد ذیجاہ
بڑی محنت سے اور مشقت سے
وصف دیوانین بس یہ کافی ہی
چھپ کے تیار جب ہوا دیوان
تم بھی تاریخ طبع اسکی کہو
متفکر ہوا جو مین از خود

شاعری کو اونھین سے فخر ہوا
ستو برس کے قریب سن بھی تھا
گئے دنیا سے سو د ار بعا
تذکرہ تار ہے جہانمین مرا
کوششون سے تمام جمع کیا
اوسکے چھپوانیکا ارادہ کیا
عرف چھدن جہانمین ہے جنکا
اوسکو آخر اونھون نے چھپوایا
ہر ورق اسکا ہی ید بیضا
بعض احباب نے یہ مجھسے کہا
سنکے یہ غرق بحر فکر ہوا
ہاتف غیب کی یہ آئی صدا

مصرعۂ سال طبع لکھدو سعید
سخن بیمثال ہی اچھا

خاتمہ الطبع

غلطنامہ سخن بے مثال

صفحہ	متن یا حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
عہ ا	م	۲	ہندنگ	پہینگ
عہ ا	م	۱	دلحپ	دلچسپ
"	"	۴	تہی گو	بیے گو (۵)
"	"	۱۸	زور ریبل ڈھہ	زور یل ڈہ
۳	م	۲	ڈھہ	ڈہ
"	"	۶	ییر	ییر
"	"	۱۳	آئی	آسے
"	ح	۱۶	تبایا	بنایا
"	"	۱۰	تبایا	بنایا
۴	م	۲	گردنکون	تا وکون
"	"	"	جچتا	چھتا
"	"	۰	پہکر	پہر کر
"	ح	۱	کسو	کسو
"	"	۱۵	اونکے	اونکی
۵	م	۳	غم کے	غم کی
"	ح	۰	کر	گھر

صفحہ	متن یا حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
"	"	۱۳	کھانے	کھاتے
"	"	۲۵	چرھائی	چڑھائی
۶	م	۲	آئینہ	آئنہ
"	"	۴	ایر	ابر
"	"	۶	جھکاے	جھکائے
"	ح	۱۱	ناتوان	ناتوان
"	"	۱۳	وی	وی
۷	م	۱۱	تہان	نہان
"	ح	۴	جیبتون	حسینون
"	"	۵	دودلی ہوتی	دودلے ہوتے
"	"	۲۶	ہنڈولا	ہنڈولا
۸	م	۲	سکتے	ملتے
"	"	۱۵	گیسوے	گیسو
"	ح	۱۱	رکھتے	رکھتی
۹	ح	۷	محال	بحال
"	"	۲۰	سنبھل	بہل

صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح
۹	ح	۲۶	گرنے	کرنے
۱۰	م	۵	ہوی	ہوے
"	"	۸	سرفراز	سرافراز
"	"	۱۳	بہوکا	بھبھوکا
"	ح	۶	بستا اپنا سا غنچہ کا منہ	تخنہ اپنا ہی سا غنچے کا
"	"	۲۷	جھکا	چھٹکا
"	"	۲۹	دیدہ	دیدہ
"	"	۳۰	لی	کی
۱۱	م	۱۳	پردا	پردہ
"	ح	۱	سنکے	تکی
"	"	۳	یہ	بڑ
"	"	۶	فعل	فعلن
۱۲	م	۱	جھل	چھل
"	"	۱۱	پھونچال	بھونچال
۱۳	ح	۱	موا	ہوا
"	"	۲	علن	ع لن
"	"	۱۳	گیا	کیا
"	"	۱۹	اچھی	اچھے
"	"	۲۸	ہی کیا جو	بھی کیا پھر
۱۳	ح	۳۰	سہسانا	بجایا
۱۴	م	۴	لی	لے
"	"	۱۳	پہاو	پہلو
"	ح	۶	بخن	بخت
۱۵	م	۱۳	سکستی	شکستگی
"	ح	۲۲	سکنی	کٹھی
"	"	۲۴	باکا	بیکا
۱۶	م	۲۲	نگھہ	نگہ
"	"	۱۰	آہوسے چشم	آہو چشم
"	"	۱۱	بھنگ	بھبک
"	"	۱۵	دلفریب	دلفروش
۱۷	ح	۱۶	سور	شور
۱۸	م	۶	چوستے	چوسیے
"	ح	۷	رسوائی	پرسواے
"	"	"	تنگ	تنگ
"	"	۹	دلگذار	دلگداز
۱۹	م	۹	لی	لے
"	"	۱۲	ابرمہ	ابرہہ
"	"	۱۳	آنا	آتا

صفحہ	متن و حاشیہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	متن و حاشیہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	ح	۲۵	بُر	بُڑ	۳۱	م	۱۱	لشا	لتّا
۲۰	ح	۲۱	سُن	سَن	〃	ح	۲۴	پسیہ	پسیا
۲۱	م	۱۵	کتھمی	کتھے	۳۲	م	۲	روٹھا ہوا تھا پہلے	پہلے سے تھا جو روٹھا
〃	ح	۲۳	پردہ	پردا	۳۳	ح	۲۲	مجھپہ	مجھپر
〃	〃	۲۴	کا سب	سب کا	〃	〃	۲۳	دولت فقر	فقر اگر ہے تو
۲۴	م	۱	تارون	یارون	〃	〃	۲۰	اے صنم شاہ گدا کو ترا	آستانہ تکا ہے ہر ایک کو
〃	ح	۱۳	ی	ے	۳۴	م	۳	ہین کیا	ہین ہوا
〃	〃	〃	کی	کے	〃	〃	۴	کوح	کوچ
〃	〃	۱۹	ہو	ہوکے	〃	〃	۵	کرگیا	گرگیا
۲۵	م	۱۰	پھیکا شلغم ہے کہین	پھیکے شلغم کی طرح	〃	ح	۳	کس	کسطرح
〃	ح	۱۴	ڈگڈ کا	ڈگڈگا	〃	〃	۲۵	اذرادے	اوڑادے
۲۶	م	۳	ملبا	لمبا	〃	〃	۳۰	بہانہ خون	یہ حیلہ خون
۲۸	م	۱	سبل	سیل	۳۵	ح	۲۵	نئی	بھری
〃	〃	۳	جو	سی	۳۶	م	۴	گردون جو	افلاک
〃	〃	۱۸	تھدی	منھدی	〃	〃	۵	دینی	دیتی
〃	ح	۹	مرا	مرے	〃	〃	〃	کے	کی
۳۰	م	۲	تہونکے	تہون کی	〃	〃	〃	میٹھا	متّھا
۳۱	م	۴	منا	رُکا	〃	〃	۸	بتارک	تارک
〃	〃	۶	کے	کی	〃	〃	۹	نہ شمہ ہون	نہون مشمر

صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح
٣٦	م	١٣	جیل و	جیل	٣٦	م	١٥	کما	کتا
〃	〃	١٥	اک	ایک	〃	ح	١١	کے	کی
〃	ح	٩	بڑھے یہ	بڑھتے یہ	〃	〃	٢١	جھولیا	جھولیاں
〃	〃	٣٠	فنریاد	فریاد	〃	〃	٢٥	رہیے	رہی
٣٧	م	٤	حشمہ	چشمہ	〃	〃	٣٠	میاد	صیاد
〃	ح	٣٠	جہانسی	جان سے	٥٠	م	٦	عا	جا
〃	〃	٢٥	مرنہ گان	مژگان	٥٥	ح	١	ارلی	ازلی
٣٩	ح	٤	اٹھتی ہے	اٹھتی ہو	٥٦	م	٦	لوگو	لوکو
٤٠	م	١٤	پڑے	دیے	〃	〃	٧	دا لیے	ڈالیے
〃	ح	١٣	ازری کے	زری کی	〃	〃	١١	پھیلا	سپھلے
〃	〃	١٦	اورانیگی	اوڑائنگی	٥٠	ح	٢	کے	کی
٤١	م	٣	گبر	گیر	٥٨	م	٩ و ١٠	سطر ٩ م	سطر ١٠ م سطر
〃	ح	٢٣	جہان	جہان ہو	٥٩	م	١	محذوف	محذوف مستنج
٤٢	م	٨	کی	کے	〃	〃	〃	فاعلات	فاعلان
〃	ح	١٢	ہلاہلا	ہلاہلا	〃	〃	٤	بہت انر	اثر بہت
٤٥	ح	١٦	ہمارے	ہماری	〃	ح	١١	نگہ	نظر
〃	〃	٢٨	پائی	کھائی	〃	〃	١٢	دوطا	دوطا
٤٧	ح	٤	دیکھتا	دیکھنا	٦٠	ح	٢٧	مجبور	مجنون
٤٨	ح	١٥	زور	بانجھ	٦١	ح	١٧	ہوں	ہو

صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح
٨٨	ح	٣	مھان	میہمان	١٠٢	ح	٢٢	جارا	ہمارا
٨٨	ح	١٠	کتو	کہو	١٠٣	م	٦	شک	سگ
٨٩	م	١٢	ہین	ہین	״	״	٧	مین	ہین
״	״	١٣	پوچھین	پوچھین	״	״	٨	آنسومین	آنسوہین
״	ح	٢٥	بنا	تبا	١٠٤	ح	٢٤	طوطے	طوطی
״	״	٢٧	مقطوع	مقطوع مستبغ	١٠٥	م	٣	دورنگی ہر	دورنگی
״	״	٢٨	فعلن	فعلان	״	ح	٢	مال	نال
٩٠	م	١٤	یدبیضہ	یدبیضا	״	״	٢٤	سنی	ستی
٩٤	ح	١	ہوگی اب	آئیگی	״	״	٢٧	کی	کو
״	״	٥	یا	یار	١٠٦	ح	١٢	اک ئی	ایک ہی
٩٢	ح	٢٥	ر	ز	١٠٧	م	٢	ہم	ہم بھی
٩٦	م	١٠	ی	سے	١٠٨	ح	١٧	یہ	پہ
״	ح	١٨	مہک	مُسک	״	״	١٩	حور	جور
٩٨	ح	٨	نر	نہ	״	״	٢٣	رسلی	رسل دشمن
١٠٠	م	٨	چلتر	چلتر	١٠٩	م	٢	بڑھی	بڑی
״	״	١٠	مین	ہین	״	״	٣	بوو	بود
״	״	١٢	کہتی ہر	کہتے ہین	״	״	״	کے	کی
١٠١	ح	٢٠	ہوتے	ہوسنے	״	״	١٠	نگھ	نگہ
١٠٢	ح	١٩	کھلتا	کھلطا	״	ح	١٨	بڑی	بُری

صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	حاشیہ یا متن	سطر	غلط	صحیح
١٣٥	ح	٤	ہم نشینون	مہ جبینون	١٥٢	م	٦	رنھ	مُنھ
"	"	١٧	لیگڑی	کپڑے	"	ح	١٠	ہراسیلے	اسی لیے
"	"	٢٥	لو	تو	١٥٣	ح	٩	عید ہم آج تو سو متفرق	آج ہے عید کا دن سو ویلہ
١٣٧	م	١٠	پڑکھے	پہ پرکھے	"	"	١٨	بھرر	بھرکر
"	ح	٨	سیز	سبز	١٥٤	م	٧	آغوس	آغوش
"	"	١٦	حجالت	خجالت	١٥٥	ح	٤	درا	ذرا
"	"	٢٥	کالون	کانٹون	"	"	٥	ماری	بازی
١٣٨	ح	٣٠	ہسو	سو	١٥٧	م	٩	ستقنے	سے جتنے
١٤١	م	٩	گنگچی	گھنگچی	"	ح	٢	وراویلا	وواویلا
"	ح	٩	زرزرر	زرزرزر	"	"	٨	ربیع الآنر	ربیع الاخر
"	"	١٠	لکی	للی	١٥٨	ح	١	ویسرائی	ویسرائے
١٤٢	م	٦	سگئے	گئی	"	"	١٢	جتنہ	جتنہ
"	"	١٤	کوندتی	کوندھتی	١٥٩	م	١٣	سخنوی	سخنوری
١٤٣	ح	٢٣	تپاتاون	پتا بتاؤن	١٦١	م	٤	مولہی	مولوی
"	"	٢٨	تاتریاسنے	تازیانے	"	ح	٥	عزریز	عزیز
١٤٦	م	١٤	کھنسے	پھنسی	"	"	٢٣	قفان	فغان
"	ح	٨	گھٹی	گھٹے	١٦٢	ح	٧	بیر	بر
١٤٨	ح	١٨	بچھڑ	پچھڑ	"	"	١٩	بینارہ	بیغارہ
١٤٩	م	١١	لے سکے نام	دے سکے ساتھ	١٦٣	ح	٢٦	خوشید	خورشید

کتب ذیل دفتر تصویر عالم لکھنؤ سے بارسال قیمت پیشگی یا بذریعہ ویلیو روانہ ہوسکتی ہیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
دیوان نخرشتہ خیال ماہر	عہ/	علیخان مغفور والی رامپور	۱۲/	دیوان واسطی	۸/	کلیات آتش	۸/
دیوان آغا حجو صاحب		دیوان ظفر	۲/	دیوان فاخر	۱۲/	کلیات نظام	۱۰/
اشرف شاگرد آتش	عہ/	چمن بےنظیر	۶/	دیوان امانت	۸/	کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲/
دیوان سید غلام حسین		″ مع خار	۱۱/	دیوان شہیدی	۳/	کلیات میر تقی	عہ/
صاحب قدر بلگرامی	عہ/	دیوان مومن	۵/	دفتر فصاحت دیوان		کلیات سودا	عہ/
دیوان اشک	عہ/	گلدستۂ یوسفی	۸/	خواجہ وزیر صاحب	۱۲/	کلیات انشاء اللہ خان	عہ/
دیوان شیخ فیض	۸/	کلیات صبا	۵/	دفتر شگرف دیوان نسیم	۱۲/	کلیات نساخ	عہ/
دیوان صابر	عہ/	دیوان غالب	۵/	دیوان کیفیت آئینۂ ناظرین	۱۰/	کلیات صنعت	۵/
کلیات صہبائی	۱۲/	دیوان ذوق	۳/	دیوان وارث	۴/	دیوان شاہ تراب	۱۱/
گلزار خلیل	۱۲/	دیوان نیاز جلی	۴/	دیوان لطف نعتیہ	۴/	کلیات وہبی	۸/
دیوان عالم خاص محل	۴/	دیوان شرم	۲/	دیوان گلشن فیض اعتسوان	۱۲/	دیوان غافل	۴/
دیوان ممتاز	۴/	کلیات نظیر اکبرآبادی	۵/	دیوان گلشن فرحت	۱۲/	دیوان فدا	۸/
گلزار داغ	عہ/	″ کلان	۱۰/	کلیات مومن	۹/	دیوان رند	۵/
آفتاب داغ	۱۲/	فضائے چمنستان	۴/	دیوان ناسخ	۱۲/	مرآۃ الغیب دیوان امیر	۱۱/
ماہتاب داغ	عہ/	منتخبات کلیات ظفر	۶/	کلیات ظفر	عہ/	دیوان خواجہ میر درد	۴/
انتخاب داغ	عہ/	دیوان لطیف	۴/	دیوان نسیم یعنی نظم معطر	۸/	بہارستان سخن	۸/
نخچیر حسن	۳/	دیوان ضامن	۳/	دیوان جرار	۵/	دیوان نعت سحری	۵/
دیوان نظم نسیم نواب محمد یوسف		ریاض لطافت	عہ/	دیوان ہجر	۸/	دیوان حمد ایزدی	۳/

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
مصنفات مولوی		انجام حسرت	۲/	جام سرشار	عہ/	اختر حسینہ ہر دو حصہ	عہ/
عبدالحلیم صاحب شرر		[illegible] حسرت	۲/	کامنی	عا/	عبرت ہر سہ حصہ	عہ/
ملک العزیز ورجنا	عہ/	تارا ہر دو حصہ	عا/	فسانۂ آزاد کامل	عے	″ حصہ اول	عہ/
منصور موہنا	عہ/	راز و نیاز ہر دو حصہ	عا/	″ جلد اول	ے/	″ حصہ دوم	عہ/
حسن انجلنا	عہ/	مشتاق وزیرہ	عہ/	″ جلد ۲	للعہ/	″ حصہ سوم	۱۵/
شہید وفا (ڈراما)	عہ/	سلطان و نازک ادا	۶/	″ جلد ۳	للعہ/	تصنیفات مولوی	
دلکش ہر دو حصہ	۱۴/	شکستہ دل	۱۰/	″ جلد ۴	للعہ/	نذیر احمد صاحب	
دلچسپ ہر دو حصہ	۱۲/	فریب وفا	۲/	خدائی فوجدار	عا/	موعظۂ حسنہ	۱۲/
درگیش نندنی	عہ/	افشائے راز	عہ/	ہشو	۶/	ابن الوقت	۱۲/
دلگداز سنہ ۹۸ء	عہ/	ونیس کا سوداگر	۲/	بچھڑی ہوئی دلھن	۱۰/	مجموعۂ لکچر کامل	عا/
دلگداز سنہ ۹۱ء	۶/	شادی و غم	عہ/	کڑم دھم	۸/	مراۃ العروس	۲/
اسلامی سوانح عمری	۱۲/	نشیب فراز	عہ/	پی کہاں	۸/	بنات النعش	۵/
زیاد و جلادہ حصہ اول	عہ/	تاثیر	۸/	مصنفات جناب حکیم		تصنیفات قاضی	
یوسف نجمہ حصہ اول	۹/	فسانہ زرین	۲/	شیخ محمد علی صاحب [illegible]		عزیز الدین احمد صاحب	
دلگداز سنہ ۹۳ء	عہ/	مصنفات پنڈت		جعفر و عباسہ	۹/	ثمرۂ دیانت	۶/
مصنفات سید عاشق حسین		رتن ناتھ صاحب		نیل کا سانپ جو ۱۸۹۶ء میں		شماتت ہمسایہ	عہ/
صاحب عاشق		سیر کہسار دو جلد	عہ/	چھپکر شائع ہوا ہے	عہ/	مہر جیا	۳/

نوٹ - واضح رہے کہ جس کتاب پر نیاز مند کی مہر یا دستخط خام روشنائی سے نہوں وہ مال مسروقہ ہے اسکو کوئی صاحب خرید نہ فرمائیں۔

آپکا سچا نیاز مند محمد سعید منصور مالک تصنیفات عالم پریس لکھنؤ